ماھنامہ

الاشرف

کراچی

اپریل ۲۰۱۰ء

Reg.# SC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

- حمد و نعت
- درس قرآن
- درس حدیث
- عرفان شریعت
- حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!
- اللہ تعالیٰ سے معافی و بخشش طلب کرنے کا طریقہ
- راہ طریقت
- الاشرف نیوز

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق اپریل ۲۰۱۰ء جلد نمبر ۱۳ شمارہ نمبر ۴

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

بانی

اشرف المشائخ
حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف
الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

روحانی سرپرست

شیخ ملت
حضرت ابو المحمود سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابو المکرم سید محمد اشرف جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

قیمت =/30 روپے | سالانہ =/300 روپے

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار

بیادگار بزرگان محترم

غوث العالم۔ تارک السلطنت محبوب یزدانی
حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
قطب ربانی
حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

نگران انتظامی امور	:	سید اعراف اشرف جیلانی
مشاورت	:	سید مصطفے اشرف جیلانی سید جمال اشرف جیلانی
اکاؤنٹس	:	مہتاب احمد اشرفی
ٹائٹل اینڈ ڈیزائننگ	:	زرین خان
کمپوزنگ	:	کامران اشرفی
سرکولیشن	:	جناب بلال اشرفی محمد قدیر اشرفی

مقام اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد
فردوس کالونی، کراچی
پوسٹ بکس نمبر: 2424۔ کراچی 74600
فون نمبر: 36686493-36623664

رجسٹرڈ نمبر ایس ایس 742

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

اس شمارے میں

حمد ونعت	جناب قمرانجم، اعجاز رحمانی	۳
درس قرآن	علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی	۴
درس حدیث	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی	۷
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	انتخاب حکیم سید اشرف جیلانی	۱۴
عقیدہ توحید تمام عقائد کی اساس ہے	محترمہ مسرت جہاں (ریسرچ اسکالر)	۱۷
حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!	انتخاب (ادارہ)	۱۹
ایمان کیا ہے؟ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	انتخاب: سید مصطفیٰ اشرف جیلانی	۲۶
عرفان شریعت	مفتی الاشرف	۲۷
اللہ تعالیٰ سے معافی وبخشش طلب کرنے کا طریقہ	اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ	۲۹
میں خدا سے ہمکلام تھا	عارف دہلوی مرحوم	۳۲
پیام سرکار دو عالم ﷺ	سید صلاح الدین احمد ساقی	۳۶
راہ طریقت	اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ	۳۸
الاشرف نیوز	سید صابر اشرف جیلانی	۴۱
سرکار دو عالم ﷺ کے نزدیک انسانی جان کی قدر و قیمت		۴۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

حمد باری تعالی

از: جناب قمر انجم

تیرے در کے بھکاری ہیں شمس و قمر
تیرے جلووں سے روشن چراغِ نظر
تو ہے تابندگی ،میں فقط تیرگی
تو یقیں میں گماں تو کہاں میں کہاں
حاصلِ دو جہاں بس تیری ذات ہے
میری نظروں میں کیا میری اوقات ہے
میں ہوں خاکِ زمیں عرش تیرا حرم
میں یہاں تو ہر جگہ ، تو کہاں میں کہاں
تو ازل تو ابد،میں ہوں خاکِ لحد
میں فنا آشنا ، تو بقا کی سند
میں تو محدود ہوں ،کوچہ ذات میں
تو کراں تا کراں ،تو کہاں میں کہاں
تیرے خطبے کا انداز ہے دل نشیں
جاں فزا، فکر افروز، وجد آفریں
ہر نظر میں خبر ، ہر سخن میں اثر
میں صدا تو اذاں تو کہاں میں کہاں

نعت رسول مقبول ﷺ

از: اعجاز رحمانی

کہہ دو کے ٹھہر جائے یہیں وقت رمیدہ
پڑھتا ہوں میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا قصیدہ
قرآن کا انداز کوئی لائے کہاں سے
کیسے ہوں بیاں آپ کے اوصافِ حمیدہ
دیکھے تو کوئی عظمتِ سرکارِ دو عالم ﷺ
ہر ایک بلندی کا یہاں سَر ہے خمیدہ
لے آئی کہاں خُلقِ محمد ﷺ سے یہ دوری
انسان ،اور انسان سے اس درجہ کشیدہ
کام آگیا انسان کے اخلاقِ محمد ﷺ
ورنہ یہی انسان تھا،انسان گزیدہ
ہر ذہن معطّر ہے، ہر اک دل ہے منوّر
وہ علم کا سورج ہے ، وہ خوشبو کا جریدہ

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

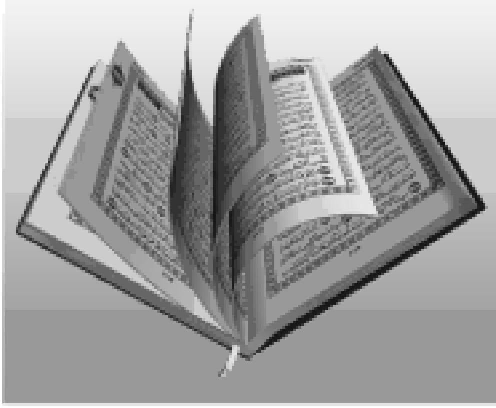

درس قرآن

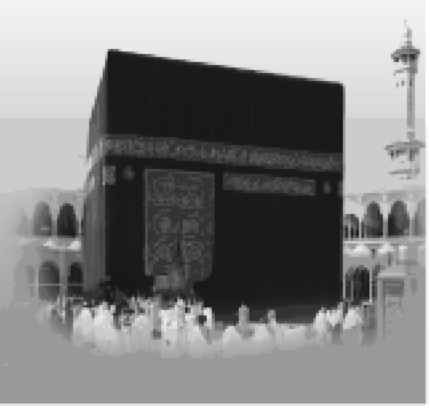

علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی

پارہ۳ سورۃالبقرۃ[۲۸۰،۲۸۱]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی

اے ایمان والوں جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک

فَاکْتُبُوْہُ ط وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بَالْعَدْلِ ص وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ: تو اس کو لکھ لیا کرو یہ ضروری ہے تمہارے آپس میں لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے۔ لکھنے والا انکار نہ کرے۔

اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ ج

لکھنے سے جیسے کہ اللہ نے اس کو سکھایا اس کو چاہیئے لکھدیا کرے۔

وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ

اور وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ حق واجب ہو (یعنی مقروض) اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرتا رہے۔

وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا ط فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْضَعِیْفًا: اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ کرے۔ پس اگر وہ جس کے ذمہ حق واجب تھا کم عقل ہو یا کمزور ہو۔

اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ ط

اور خود لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی ٹھیک انصاف سے لکھوادے۔

وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ ج فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی.

دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو تم پسند کرو گواہ بنالو کہیں ان میں سے ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلادے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِہٖ ط

گواہوں کو انکار نہیں کرنا چاہیئے جب ان کو بلایا جائے اور نہ بوجھ محسوس کرے قرض کم ہو یا زیادہ اس کو مدت معینہ تک لکھ لو۔

ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ: یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

حل لغت: اَجَل۔ مدت مُسَمًّی۔ مقررہ، متعین

كَاتِبٌ. لکھنے والا عَدْلٌ. انصاف يَاْبَ. انکار کرنا
يَتَّقِ اللّٰهَ. اللہ سے ڈرو يَبْخَسْ. کمی کرنا ضَعِيْفًا. کمزور
سَفِيْهًا. کم عقل، بے وقوف يُمِلُّ. لکھائے شَهِيْد. گواہ

ربط آیت: آیات متصلہ میں سود کی حرمت اس کی برائی اور سود کے لین دین کی ممانعت اس کی ناپسندیدگی کا ذکر تھا۔ دوسری آیت میں صدقہ خیرات کی فضیلت بیان کی گئی تھی۔

آیت زیر درس جو قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت ہے اس میں قرض کے لین دین خصوصی طور پر وہ قرض جس میں مدت کا تعین وعدہ ہو اس کی شرائط کا مفصل بیان۔ لین دین کا طور طریق بیان کیا جارہا ہے۔ گویا اس آیت کریمہ میں معاشرہ تمدن کے باہمی معاملات، قرض کا لین دین دیانت صداقت کے ساتھ طے کرنے، گواہوں کا تقرر ان کی دیانت کے احکام خصوصاً اس نازک مسئلہ کو حل کرنے کا بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمادیا گیا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ

اے ایمان والو: جب تم ادھار کا لین دین کرنے لگو ایک میعاد معین تک کے لئے تو اسے لکھ لیا کرو یادداشت کے لئے یہ ضروری ہے تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا جو انصاف کے ساتھ لکھے یعنی کسی کی طرف داری یا رعایت کا مرتکب نہ ہو۔

کاتب کے لئے ہدایت لکھوانے کے لئے شرائط:

لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے (کیونکہ یہ معاملہ باہمی خیر خواہی کا ہے) اس کو اللہ نے جس طرح لکھنا سکھایا ہے۔

دستاویز وہ لکھوائے جس پر حق ہو یعنی مقروض اور ہمہ وقت اللہ سے ڈرتا رہے ذرہ برابر بھی کمی بیشی نہ ہو جو حقیقت ہو وہی لکھے اور اگر مقروض لکھوانے پر قادر نہ ہو یا کم عقل ہو، مجنون ہو کمزور یعنی شیخ فانی ہو یا بچہ، گونگا، یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے لکھوانے پر قادر نہ ہو اپنا مدعا بیان نہ کرسکتا ہو تو ایسی صورتوں میں ان کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط

دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو تم پسند کرو گواہ بنالو کہیں ان میں سے ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے۔

آیت کریمہ کے مضمون، نصیحت، خوف خدا، سب کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ اہم مسئلہ جس کی وجہ سے معاشرہ اختلاف جھگڑا و فساد حتیٰ کہ قتل و غارتگری تک کا شکار ہو جاتا ہے، شریعت اسلامیہ میں اتنا منصفانہ حل پیش کیا ہے۔ اگر اس کو اپنایا جائے اور اس پر خلوص سے عمل کیا جائے تو انسانی معاشرہ بے انصافی حق تلفی قتل و غارتگری کا شکار نہ ہو۔

دوسرے پہلو پر غور کیجئے یہ منصفانہ احکام آج سے چودہ سو سال قبل

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس وقت بتائے جارہے ہیں جب انسان ظلم وستم حق تلفی کا شکار تھا طاقتور کمزور کو دبانا اس کا حق مارلینا اپنے لئے جائز بلکہ اپنا حق سمجھتا تھا۔ دستاویز لکھنا، کسی کا لے کر دینا، خیال وتصور میں بھی نہ ہوتا تھا اسلام نے اس دور میں اپنا مفصل مکمل لائحہ عمل پیش کیا کہ کوئی حق تلفی کا شکار نہ ہوسکے۔

دستاویز لکھنے کے لئے مزید ہدایت: دستاویز وہ لکھوائے جس پر حق ہو یعنی مقروض اس سلسلہ کی ہدایت پہلے دی جاچکی ہے تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہو مزید ارشاد فرمایا جارہا ہے۔

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ

گواہوں کو انکار نہیں کرنا چاہیے جب ان کو بلایا جائے اور نہ بوجھ محسوس کرے۔ قرض کم ہو یا زیادہ اس کو مدت معینہ تک لکھ لو۔

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ: یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

آیت کریمہ سے متعلق چند مسائل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس آیت کریمہ سے مدت معینہ تک قرض کا لین دین ثابت ہوتا ہے کہ مدت معینہ تک قرض کا لین دین کرنا جائز ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ مدینہ والے ادھار کا لین دین کیا کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی اپنے سودوں میں ناپ تول، وزن پورا کیا کرو بھاؤ تاؤ پکا کرلیا کرو وقت کا تعین بھی کیا کرو۔

☆ دستاویز کا لکھنا فرض یا واجب نہیں مستحب کے درجہ میں ہے تاکہ اختلاف وانتشار جھگڑے وغیرہ سے بچا جاسکے حاصل یہ ہے کہ دستاویز نہ لکھنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوں گے۔

☆ تیسرا مسئلہ: یہ سامنے آتا ہے لکھنے والے کو چاہیئے کہ حق و انصاف کے ساتھ لکھے کسی کی طرفداری، اور رعایت پیش نظر نہ ہو۔ خوف خدا پیش نظر رہے۔

☆ چوتھا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ ادھار کی دستاویز وہ لکھوائے جو قرض دار ہو یعنی جو مقروض ہو۔

☆ پانچواں مسئلہ: یہ ہے اگر مقروض لکھنے سے معذور ہو۔ کم عقل ہو کمزور ہو شیخ فانی ہو۔ زبان نہ سمجھتا ہو، گونگا ہو، تو اپنا ولی مقرر کرسکتا ہے۔

☆ چھٹا مسئلہ: یہ معلوم ہوا صرف دستاویز پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس دستاویز پر گواہ بنالے۔ گواہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں اگر دو مرد نہ مل سکیں۔

☆ ساتواں مسئلہ: یہ ذہن میں رہے صرف عورت گواہ نہیں ہوسکتی مرد کے ساتھ گواہ بنائی جاسکتی ہے البتہ عورتوں کے بعض مسائل میں مثلاً عورت کا باکرہ ہونا وغیرہ اس میں عورت گواہ بن سکتی ہے۔

☆ آٹھواں مسئلہ: یہ معلوم ہوتا ہے صرف دستاویز بغیر گواہ کے ثبوت کے لئے کافی نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

درس حدیث

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

عن ابی سعید الخدری قال خرح رسول الله ﷺ فی اضحی او فطر الی المصلّٰی فمر علٰی النساء فقال یامعشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اهل النار فقلن وبم یارسول الله ﷺ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر مارایت من احدٰی کن قلن ومانقصان دیننا وعقلنا یا رسول الله قال الیس شهادة المراة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلٰی قال فذلک من نقصان عقلها. قال الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم قلن بلٰی قال فذلک من نقصان دینها. (متفق علیه)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ عید قرباں ۔۔۔یا۔۔۔ عیدالفطر کے دن عیدگاہ تشریف لے چلے اور عورتوں کے ایک گروہ کے قریب سے گزرتے ہوئے آپ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ وخیرات کرتی رہو، کیونکہ مجھ کو یہ دکھلایا گیا ہے کہ تم میں سے اکثر دوزخی ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اسکا سبب؟ آپ نے فرمایا، تم لعن طعن کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل ودین میں ناقص ہونے کے ہوشیار اور عقلمند آدمی کا بھیجا اڑادینے والی اور اسے بے وقوف بنادینے والی تم سے بڑھ کر مجھے کوئی شئے نظر نہیں آئی۔ عورتوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہمارے دین وعقل میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی گواہی نہیں ہے؟ عرض کیا ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی عورت کی عقل کی کمی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ درست نہیں کہ عورت حالت حیض میں روزہ نماز نہیں ادا کرسکتی؟ عرض کیا ہاں کیوں نہیں۔۔۔فرمایا۔۔۔یہ اسکے دین کی کمی ہے۔

﴿بخاری ومسلم﴾

WWW.NAFSEISLAM.COM

﴿جواہر پارے﴾

۱۔۔۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِی: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ اور اصحاب شجرہ سے ہیں۔ نسل انصار کے ایک قبیلہء خدرہ (بضم فاء معجمہ) سے آپکا تعلق ہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے غزوہ خندق ہے۔ بارہ غزوات میں آپ حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ کا اسم شریف سعد بن مالک

بن سنان ہے۔ آپکے پدر بزرگوار بھی صحابی رسول ﷺ تھے۔

۲۔۔۔۔فِی اَضۡحٰی: یہ اضحاۃ کی جمع ہے۔ اضحاۃ کا معنی وہی ہے جو اُضــحیۃ کا ہے، یعنی قربانی کی ہوئی بکری۔ حدیث شریف میں ہے 'اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھۡلِ بَیۡتٍ اَضۡحَاۃً' ہر گھر والے پر قربانی لازم ہے۔ اس میں چند لغتیں ہیں:

﴿۱﴾۔۔۔اُضۡحِیَۃٌ (بضم الاولی و سکون الثانیہ و کسر الثالثہ و تشدید الرابعۃ المفتوحہ) اِضۡحِیَّۃ (بکسر الاولی ۔۔۔الخ) ان دونوں کی جمع ہے اضاحی (بروزن اکابر)۔

﴿۲﴾۔۔۔اَلضَّحِیَۃُ اسکی جمع ہے ضحایا۔

﴿۳﴾۔۔۔اضحاہ اسکی جمع ھے ۔اضحی (بفتح الھمزہ و سکون الضاد) دراصل اسکے معنی قربانی کی بکری ہیں مگر یوم نحر پر بھی اسکا اطلاق کیا جاتا ہے۔

۳۔۔۔اَوۡ فِطۡرٍ: اس بات میں راوی کو شک ہو گیا کہ یہ واقعہ عید قرباں کے دن پیش آیا۔۔۔یا۔۔۔عید الفطر کے روز۔ ایک روایت میں 'یوم عید' کا لفظ اور دوسری روایت میں 'فی فطر' کسی شک کے بغیر مذکور ہے۔

۴۔۔۔اِلَی الۡمُصَلّٰی: عیدگاہ کی طرف۔ مدینہ مطہرہ کے باہر یہ ایک جگہ ہے جسکے اور مسجد نبوی کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

۵۔۔۔یَامَعۡشَرَ النِّسَآءِ: المعشر ۔(بروزن مسکن) جماعت کے معنی میں ہے۔ ظاہر ہے کہ خطاب موجود عورتوں سے تھا۔ اور حکم انکے سوا کو عام تھا۔۔۔ازروئے دلالت۔۔۔یہ بھی احتمال ہے کہ خطاب عام ہو غائب پر حاضر کی تغلیب کرتے ہوئے۔ یعنی غیر موجود پر موجود کو غالب کرتے ہوئے۔ گویا موجود غیر موجود کے قائم مقام قرار دیئے گئے۔

۶۔۔۔اِنِّیۡ اُرِیۡتُکُنَّ: یہ لفظ تین مفعول کی طرف متعدی ہے، جس میں پہلا مفعول فاعل کا قائم مقام ہے۔ دوسرا مفعول کن ہے اور تیسرا مفعول 'اکثر اھل النار' ہے۔ یہاں اُرِیۡتُ کا معنی عُلِمۡتُ ہے یعنی مجھے علم دیا گیا۔ اب خواہ بذریعہ وحی یا بذریعہ کشف

۷۔۔۔تُکۡثِرۡنَ اللَّعۡنَ: یعنی تم حرف و حکایات و محاورات و مخاطبات میں لعن طعن، لعنت و نفریں زبان پر بہت لاتی ہو۔ اور یہ بڑا ہی مذموم عمل ہے۔ لعنت کہتے ہیں دھتکارنے اور اللہ کا اپنے بندے کو اپنی رحمت سے دور کرنے کو۔ ذہن نشین رہے کہ کسی شخص معین پر خواہ وہ مومن ہو۔۔۔یا۔۔۔کافر، لعنت کرنا جائز نہیں جب تک کفر پر اسکی موت کا علم یقینی طور پر نہ ہو۔ اسلئے کہ لعنت بمعنی مذکور اسی کے ساتھ خاص ہے جسکی موت کفر پر ہونیکا یقینی علم ہو چکا ہو۔ چونکہ کسی کے کفر پر۔۔۔یا۔۔۔ایمان پر مرنے کا علم یقینی شارع علیہ السلام کے سوا کسی کو نہیں ہوتا اسلئے اس کا یقینی علم صرف شارع علیہ السلام کے خبر دینے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسکے سوا موت کی کیفیت سے یقینی طور پر واقف ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں جس طرح کہ کسی کے ایمان کی سلامتی کے ساتھ اٹھنے کا یقینی علم بھی اپنے طور پر ناممکن ہے ایسی صورت میں جس شخص معین کا نام لے کر لعنت کرنے سے بچنا لازمی ہے۔ ہاں وصف کا ذکر کر کے لعنت کر سکتے ہیں۔۔۔مثلاً:

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَافِرِیۡنَ وَاَلۡعَنَ اللّٰہُ الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصَارٰی

۔۔۔لعنت کبھی رحمت خاص اور مقام قرب سے دور کر دینے کو کہتے

ہیں۔لعنت کی یہ قسم کافروں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ غیر کافر پر بھی بقصد تغلیب و تشدید اسکا اطلاق ہوتا ہے۔۔۔المختصر۔۔۔لعنت کرنا ایک مذموم صفت ہے اور اگر جس پر لعنت کی جارہی ہو وہ مستحق لعنت نہ ہوا تو پھر خود لعنت کرنے والے پر وہ لعنت پلٹ آتی ہے۔

۸۔۔۔تَکْفُرْنَ: یہ لفظ کفران نعمت سے ہے۔کہا جاتا ہے:

کَفَرَ نِعمَۃَ اللّٰہِ کُفُوراً وَ کُفْرَاناً

۔۔۔یعنی اللہ کی نعمت کا انکار کیا اور اسے چھپالیا۔ایسے ہی کہا جاتا ہے:

کَافِرٌ حَقَّہٗ۔۔۔یعنی اس نے حق کا انکار کیا۔

عورت کی یہ فطرت ہے کہ اگر شوہر ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتا رہا ہو اور کبھی بھی اسکی حق تلفی نہ کی ہو، اسکے باوجود اگر کبھی ایک بار بھی اسکے حق کی ادائیگی میں کمی آجائے تو وہ بول اٹھتی ہے کہ میں نے تو تجھ میں کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔اسی مضمون کو ایک دوسری حدیث میں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔

۹۔۔۔اَلْعَشِیْرُ:عشیر کا معنی اگرچہ قریب دوست ساتھ رہنے والا اور شوہر بھی ہے، مگر حدیث زیر شرح میں یہ لفظ شوہر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اگرچہ عورتیں صرف اپنے شوہروں ہی کی ناشکری نہیں کرتیں۔بلکہ وہ اپنی سہیلیوں اور عزیزوں کی بھی ناشکر گزار ہوجایا کرتی ہیں۔

۱۰۔۔۔۔مَارَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ: یہاں لفظ من زاید ہے۔۔۔یا۔۔۔تقدیر عبارت یہ ہے مَارَاَیْتُ اَحَداً مِنْ نَاقِصَاتٍ۔۔۔الخ۔یعنی میں نے ناقصات میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا۔۔۔الخ۔

۱۱۔۔۔اَذْھَبَ لِلُبِّ: لب کہتے ہیں ہر چیز کے خالص کو۔۔۔اور۔۔۔یہ عقل کے معنی میں بھی ہے۔اسلئے عاقل کو لبیب کہتے ہیں۔حازم وہ ہے جو اپنے معاملات میں ہوشیار چالاک ہو۔

۱۲۔۔۔وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا؟:عورتوں نے اپنے معروضہ میں دین کے نقصان کا ذکر پہلے کیا تاکہ دین کے نقصان کی اہمیت ظاہر ہوجائے اور اسکے نقصان پر انکی طرف سے حسرت کا مظاہرہ ہوجائے۔۔۔اسکے برخلاف۔۔۔حضور آیۂ رحمت ﷺ نے نقصان عمل کو مقدم رکھا۔شاید اس میں حکمت یہ ہے کہ سرکار رسالت ﷺ اپنے کلام کے آغاز میں انکے دین کے نقصان کا ذکر فرما کر انکو وحشت زدہ اور فکرمند نہیں کرنا چاہتے تھے۔اسکی حکمت کے پیش نظر حضور ﷺ نے جواب میں انکو براہِ راست مخاطب نہیں فرمایا اور غائب کا لفظ استعمال فرما کر ارشاد فرمایا:

فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا

۔۔۔یعنی یہ اسکے دین کے نقصان سے ہے۔

اگر یہ امر خدائے تعالی کے پیدا کرنے سے ہے، خود عورتوں کا اس میں کوئی اختیار نہیں لیکن عورتوں کو اس حالت پر پیدا کرنا اور انہیں عبادات سے منع کرنا اور مردوں کو منع نہ کرنا ہی عورتوں کے درجے کو مردوں کے درجے سے کم کرنا ہے۔

۔۔۔الغرض۔۔۔عورت کی گواہی کا مرد کی نصف گواہی کے برابر ہونا عورت کے نقص عقل کی بنا پر ہے کیونکہ عورت ثقہ ہونے میں۔۔۔نیز۔۔۔حفظ و تحمل اور ادائے شہادت میں وہ درجہ اور وہ مقام نہیں رکھتی جو مرد رکھتا ہے۔۔۔یونہی۔۔۔ایام حیض میں

نماز وروزہ کے فرائض ادا نہ کرسکنا عورت کے نقصان دین کا باعث ہے ۔۔۔الحاصل ۔۔۔عبادت کا زیادہ ہونا دین کے زیادہ ہونے کا سبب ہے اور عبادت میں کمی دین میں کمی اور نقصان کا سبب ہے، اگر چہ وہ نقصان کسی عذر کے باعث ہی کیوں نہ ہو۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ حائضہ کو حیض کے عذر کے باعث اسکی فوت شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو فوت شدہ نمازوں کا ثواب نہیں ملتا۔۔۔اسکے برخلاف ۔۔۔مریض ومسافر کو عذر مرض وسفر کی وجہ سے نوافل عبادات ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی انکا ثواب ملتا ہے کیونکہ مریض ومسافر تو ہر وقت ان عبادات کی ادائیگی کی نیت رکھتے ہیں اور اس نیت کے اہل بھی ہیں، بخلاف حائضہ عورت ہے کہ وہ نیت کی اہلیت ہی نہیں رکھتی جیسا کہ علامہ طیبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

وَاَخرَجَهُ اَيضًا النِّسَائِى وَابنِ مَاجَهُ وَاَخرَجَهُ مُسلِمٌ عَن اَبِى هُرَيرَةَ وَابنُ عُمَرَ اَيضًا

﴿فوائد﴾

ا۔۔۔عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ: آپ زبردست عالم اور احادیث کے ماہر صحابی ہیں۔آپ نے چوراسی سال کی عمر پاکر سنہ ۶۴ھ میں وفات پائی۔جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۲۔۔۔اِلَى الْمُصَلّٰى: مسجد نبوی شریف کے بہترین مسجد ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کا عیدین کی نماز شہر مدینہ سے باہر میدان میں ادا فرمانا ظاہر کررہا ہے کہ اگر چہ شہر میں عیدین کی نماز کی ادائیگی جائز ہے۔۔۔مگر۔۔۔شہر سے باہر نکل کر عیدگاہ میں یہ نمازیں ادا کرنی سنت مستحبہ ہے۔

۳۔۔۔فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ: عہد نبوی شریف میں یہ نمازیں ادا کرنے، شرعی احکام سننے اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونے کی غرض سے تمام عورتوں کا عیدگاہ میں حاضری کا حکم تھا۔ چونکہ یہ مردوں سے علیحدہ بیٹھتی تھیں، اسلئے سرکار رسالت ﷺ انکے قریب جاکر مخصوص وعظ ارشاد فرماتے تھے۔

۴۔۔۔فَمَرَّ: اس میں دو احتمال ہیں: ﴿۱﴾۔۔۔حضور ﷺ بالقصد وعظ نصیحت کیلئے ان کی طرف تشریف لے گئے۔

﴿۲﴾۔۔۔آپ ادھر سے گزر رہے تھے کہ عیدگاہ کے ایک حصہ میں ان کو ملاحظہ فرما کر نصیحت فرمانے لگے۔

۵۔۔۔تَصَدَّقْنَ: یہاں نفلی صدقات مراد ہیں۔اسلئے کہ صدقہ فرض میں عورتیں مرد کے برابر ہیں۔اور یہ صدقہ اپنے مال سے دیں کیونکہ خاوند کے مال سے اسکی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتیں اجازت خواہ صراحۃً ہو۔۔۔یا۔۔۔عرفاً۔

۶۔۔۔تَصَدَّقْنَ: پتہ چلا کہ صدقات نافلہ کفارہ سیئات اور رفع درجات ہیں۔۔۔المختصر۔۔۔ایصال ثواب کی کوئی بھی شکل ہو تو اس سے قبر کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے۔۔۔یونہی۔۔۔دوزخ سے بچاؤ کی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

۷۔۔۔تَصَدَّقْنَ: قیامت میں ہر انسان کا صدقہ اسکے سر پر سایہ فگن ہوگا اور اسی سائے کے نیچے اسکا حساب وکتاب ہوگا۔

ارشاد ہے: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ
آگ سے بچو اگر چہ ایک کھجور کے ٹکڑے ہی کے ذریعہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

۔۔۔کسی پر زیادہ لعن طعن کرنا اشارہ کررہا ہے کہ لعن طعن کرنے والا آخرت کو فراموش کئے ہوئے ہے اور دنیا کی محبت میں گرفتار ہے۔ جو جس قدر دنیا کی محبت میں گرفتار ہوگا اسی قدر زیادہ اسکی زبان لعن طعن میں دراز ہوگی۔اسی صورت میں صدقہ کرنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی جائے گی، آخرت کا تصور گہرا ہوتا جائے گا، اور لعنت ونفرین کرنے کی عادت ختم ہوتی جائے گی۔صدقہ کرنے سے وہ بخل بھی فنا ہوجائے گا جو دنیا کی مذموم محبت کی پیداوار ہے۔

اسی لئے ارشاد ہے:

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۸۔۔۔اِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ: مجھے دکھلایا گیا یعنی بطور کشف ۔۔۔یا۔۔۔بذریعہ وحی الٰہی مجھے یہ خبر دی گئی ہے۔۔۔الغرض۔۔۔وحی الٰہی کے سوا حضور ﷺ کو ایسی قوت قدسیہ من جانب اللہ تعالی عطا فرمائی گئی ہے جس سے آپ اگلے پچھلے واقعات وحالات کو مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں۔

۹۔۔۔فَقُلْنَ وَبِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ: بم کی اصل بما ہے۔ ما استفہامیہ کے الف کو حرف جر کے دخول کے بعد تخفیفاً حذف کردیا گیا ہے۔اس میں ’باء‘ سببیہ ہے جو اپنے بعد والے مقدر سے متعلق ہے۔ واؤ اس پر عطف ہے جو اس سے پہلے مقدر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے فَقُلْنَ کَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِكَ وَبِاَیِّ شَیْئٍ نَکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ ’تو انھوں نے عرض کیا کہ وہ کیسے ہوگا اور کس چیز سے ہم اکثر اہل نار ہوں گے۔یہ بھی ممکن ہے کہ واؤ زائدہ ہو تاکہ دلالت کرے کہ وہ اپنے ماقبل سے منقطع ہوکر کوئی مستقل سوال نہیں۔

۱۰۔۔۔قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعَنَ: خدا کی طرف سے لعنت کا سبب تو یہی ہے کہ وہ اپنے بندے کو اپنی رحمت سے، اپنی ناراضگی کے سبب سے دور کرے۔لیکن انسان کی طرف سے لعنت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کیلئے خدائی ناراضگی کی دعا کرے۔۔۔نیز۔۔۔یہ دعا کرے کہ خدا سے اپنے سے اور غیروں سے دور رکھے ۔۔۔نیز۔۔۔۔رحمت خداوندی اس پر سایہ گستر نہ ہو۔اس طرح کی لعنت ونفریں کی اجازت نہ دینے سے خدا کی اس رحمت کی بے پناہ وسعت کی نشاندہی ہورہی ہے جو رحمت اسکے غضب پر بھی سبقت لے گئی ہے۔اب اسی پر نام لے کر لعنت کی جاسکتی ہے جسکا کفر پر مرنے کا علم شارع علیہ السلام سے حاصل ہو۔۔۔مثلا :ابوجہل جو کفر پر مرچکا۔ ابلیس جو کفر پر مریگا۔غصہ میں بچوں پر لڑائی میں مقابل پر لعن طعن کرنا بھی دوزخی ہونے کا سبب ہے۔

خیال رہے کہ ان کفار پر جن کا کفر پر مرنا نص میں آچکا ۔۔۔یا۔۔۔غیر معین گنہ گار پر لعنت جائز تو ہے مگر اس کی عادت بنالینا مناسب نہیں۔اسلئے کہ لوگ عبرت پکڑیں جنکے یہاں صحابہ پر تبرا اور لعنت کی عادت ہے۔جب نمرود، فرعون، ہامان بلکہ شداد کو گالیاں دینا اور تبرا کرنا ثواب نہیں، تو بزرگوں کو گالیاں دینا کہاں کی انسانیت ہے۔حضور نے ’اکثار لعن‘ (بکثرت لعنت کرنے والے) پر وعید سنائی ہے۔شاید اس لئے کہ عام طور پر عورتوں کی عادت ہے کہ وہ لعنت زبان پر جاری کرتی رہتی ہیں تو حضور نے ازراہ کرم تخفیف اختیار فرمائی اور اس پر وعید نہیں فرمائی بلکہ انکو وعید کا مستحق اس وقت قرار دیا جبکہ وہ اسکی کثرت کا شکار ہوجائیں۔

اسکی نظیر وہ ارشاد ہے جو بعض ائمہ کرام نے فرمایا کہ یہ غیبت گناہ صغیرہ ہے۔ انھوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ تمام انسان اس میں مبتلا ہیں۔ تو اب اگر یہ گناہ کبیرہ ہو جیسا کہ اکثر علماء کا یہی خیال ہے بلکہ اس پر اجماع کی بھی حکایت کی گئی ہے تو سارے انسان یا کم از کم انسان کی اکثریت کا فاسق ہو جانا لازم آئے گا اور ظاہر ہے کہ اس میں بڑا حرج ہے۔ کبھی کبھی لعن، گالی اور بدکلامی کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ تمہاری عادت ہے کہ تم بکثرت گالیاں دیتی ہو اور زبانی بدکلامیوں کے ذریعہ اذیت پہنچاتی ہو۔

۱۱۔۔۔تَکْفُرْنَ: (بضم الفاء) العشیر۔ شوہر سے کفر، انکی صورت یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کا انکار کیا جائے یا اسکا شکریہ ادا نہ کر کے اسکی نعمتوں پر پردہ ڈالا جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ۔ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہِ

جو لوگوں کا شکر گزار نہیں۔ وہ اللہ کا بھی کامل شکر گزار نہیں۔ ۔۔۔اسلئے کہ اس نے 'مسبب' کا شکریہ ادا کیا مگر 'سبب' کا شکر گزار نہیں ہوا۔ کفران کا استعمال اکثر نعمت میں اور کفر کا استعمال اکثر دین میں ہوتا ہے۔

۱۲۔۔۔لِلُبِّ: عقل قلب مومن میں اللہ تعالی کا نور ہے جو معانی کا ادراک کرتی ہے اور قبائح سے روکتی ہے۔ لب سے مراد عقل خالص ہے جو شائبہ نفس سے پاک و صاف ہوتی ہے۔۔۔اس کلام بلاغت نظام سے اشارہ ہے کہ عورتوں کا فتنہ عظیم ہے کہ جب وہ حازمین یعنی ہوشیار چالاک اور مضبوط قوت فکریہ رکھنے والے مردوں کی عقل گم کر دیتی ہیں تو پھر جو سیدھے سادھے کم عقل رکھنے والے لوگ ہیں، انکا کیا حشر کر سکتی ہیں۔

۱۳۔۔۔قُلْنَ۔۔۔الخ: ان مقدس خواتین سے سوال کا حاصل یہ تھا کہ جب ہمارا دین اور مردوں کا دین ایک ہے اور ہم دونوں کا شمار عقل والوں میں ہوتا ہے تو پھر ہمارے دین و عقل میں نقص کی وجہ کیا ہے؟۔۔۔حضور ﷺ کے ارشاد میں عقل کا ذکر پہلے ہے اور دین کا بعد میں، مگر انھوں نے سوال میں دین کے ذکر کو عقل کے ذکر پر مقدم کر دیا، اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں:

﴿۱﴾۔۔۔یہ اشارہ کرنا مقصود ہوگا کہ دین کا معاملہ زیادہ مہتم بالشان ہے۔ لہٰذا اس کے نقصان کے تدارک کی کوئی شکل نکلتی ہو تو اسے نکال کر اپنائی جائے۔

﴿۲﴾۔۔۔یہ بھی ان کے نقصانِ عقل کی وجہ سے ہوا کہ انھوں نے کلام نبوت کی رعایت نہیں کی اور نبوی ترتیب کی حکمت کو سمجھنے سے قاصر رہیں۔۔۔

۔۔۔نبوی کلامِ بلاغت نظام میں دو حکمتیں تو صاف سمجھ میں آرہی ہیں:

﴿۱﴾۔۔۔نقصانِ عقل ایک امر جبلی، فطری اور پیدائشی ہے جو وجود میں مقدم ہے۔ رہ گیا نقصان دین تو اسکا معاملہ اسکے برعکس ہے، اسلئے کہ وہ امر حادث ہے، جو بعد کی پیداوار ہے۔

﴿۲﴾۔۔۔دین کا نقصان بھی اکثر و بیشتر عقل ہی کے نقصان سے پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے عقل کا ذکر پہلے فرمایا۔

۱۴۔۔۔یہ قبیلہ انصار کی خواتین تھی جو دینی مسائل و احکام سیکھنے میں شرم و حیا سے کام نہیں لیتی تھیں۔ اس بناء پر سرکار علیہ السلام نے انکی تعریف فرمائی ہے کہ:

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءَ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءَ اَنْ يَّتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ

۔۔۔یعنی انصاری عورتیں بہترین عورتیں ہیں جو تفقہ فی الدین حاصل کرنے میں بیباک ہیں۔

۱۵۔۔۔مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا: یعنی بعض اوقات نمازی اور روزہ دار نہ ہوسکنا فی الجملہ انکے نقصان دین کا باعث ہے اسلیئے کہ بعض ایام میں نماز نہ پڑھنا اور پھر اسکی قضاء بھی نہ کرسکنا ان کو ان نمازوں کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے ۔۔۔یونہی ۔۔۔روزہ کی فضیلت کے اوقات میں روزہ نہ رکھنا اور اطاعت میں مومنین کا شریک نہ ہونا روزہ کے کمال ثواب سے انھیں محروم کردیتا ہے۔

۱۶۔۔۔حدیث زیر شرح سے عورتوں کے تین عیبوں کی نشاندہی ہوتی ہے:

﴿۱﴾ ناقص العقل۔

﴿۲﴾۔۔۔ناقص الدین (دین پر عمل میں کوتاہ)۔

﴿۳﴾۔۔۔مردوں کو بیوقوف بنانا۔

۔۔۔یہ باتیں عورتوں کی عام حالت کے پیش نظر فرمائی گئی ہیں اسلیئے کہ بعض پاکباز صاحب فہم وفراست دین دار خواتین کا ان عیبوں سے پاک صاف رہنا حدیث کے خلاف نہیں ۔۔۔رہ گیا ۔۔۔انکے دینی نقص کا معاملہ تو بے شمار مخلصانہ اعمال خیر وخیرات کے سبب انکی ذات میں اس کو کالعدم سمجھا جائے گا۔

۔۔۔اس مقام پر یہ خیال رہے کہ مرد کی فضیلت عورت پر اسکی جنس کے لحاظ سے ہے یعنی 'جنس مرد' 'جنس عورت' سے افضل ہے رہ گئی انفرادی خصوصیت تو بہت ساری مقدس خواتین ایسی ہیں جو ہزاروں لاکھوں مردوں سے افضل ہیں۔

۱۷۔۔۔اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ: یہ عام حالات کے پیش نظر فرمایا گیا ہے۔عام حالات میں دو مرد گواہ ہوتے ہیں ۔۔۔یا۔۔۔ایک مرد، دو عورتیں۔۔۔رہ گیا حدود وقصاص کا معاملہ تو اس میں عورتوں کی گواہی مطلقاً نہیں مانی جاتی ۔۔۔اور۔۔۔بعض حالات میں صرف ایک عورت کی خبر معتبر، جیسے بحالت غبار، رمضان کی انتیسویں کا چاند اور حیض ونفاس کی مدت۔۔۔یا۔۔۔عدت گزرنے کی خبر۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سوال سے بچنے کے لئے اپنے بال بچوں کی مدد کے لئے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے حلال کی روزی طلب کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت ملے گا اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا مگر جو شخص دنیا طلب کرے۔۔اگرچہ وہ حلال ہو۔۔۔لیکن مقصد اس کا یہ ہو کہ وہ مالدار بنے۔۔۔فخر کرے اس طرح کہ غرور وتکبر بن جائے اور دنیا والوں پر رعب جمائے۔۔۔ایسا شخص جب اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوں گے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر حالات زندگی

انتخاب: حکیم سید اشرف جیلانی

ولادت باسعادت:

عبدالقادر نام اور ابو محمد کنیت، محی الدین، غوث پاک اور غوث الاعظم القاب ہیں۔ آپ ایران کے ایک قصبہ جیلان یا گیلان میں ۴۷۰ھ میں تولد ہوئے اس لئے جیلانی یا گیلانی کہلائے آپکے والد محترم کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ تھا ولادت کے وقت آپکی والدہ محترمہ کی عمر ساٹھ سال تھی اس عمر میں اولاد کا ہونا خود ایک کرامت ہے عورت کے لئے یہ ایک ایسی عمر ہے جس کو اولاد سے مایوس ہونیوالی عمر کہا جاتا ہے۔

ابتدائی زندگی:

آپ کی عمر صرف پانچ سال کی تھی کہ آپ کے والد محترم انتقال فرما گئے۔ آپ کی والدہ سوت کات کر فروخت کرتیں جس سے گذر اوقات ہوتی۔ اس کے باوجود کئی دن فاقہ ہوتا جس دن کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ اس دن والدہ محترمہ فرماتیں کہ آج اللہ کے ہاں ہمارا امتحان ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر کئی دن تک متواتر کھانا نصیب ہوتا تو دل میں خواہش ہوتی کہ کاش فاقہ ہو اور والدہ خدا کے ہاں امتحان کا ذکر کریں۔

حضور بچپن ہی سے نہایت سنجیدہ اور متین تھے چھوٹی عمر سے ہی کبھی آوارہ بچوں کے ساتھ نہیں کھیلے اور ہوتا بھی کیسے جس ہستی کو اللہ تعالیٰ بلند کرنا چاہیں وہ ہر جگہ ہی ممتاز رہتی ہے۔

علم و عمل:

جب آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ نے حصول علم کے لئے بغداد شریف روانہ کیا اس زمانے میں راستے محفوظ نہیں ہوتے تھے۔ راستے میں چور اور ڈاکو گھات لگا کر بیٹھ جاتے اور جب کوئی مسافر اُدھر سے گزرتا اس پر ڈاکہ ڈالتے اور لوٹ کر مار دیتے اس وجہ سے لوگ قافلوں کی صورت میں سفر کیا کرتے تھے چنانچہ آپ بغداد جانیوالے ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب قافلے کا گزر ایک جنگل سے ہو رہا تھا تو ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا جو تعداد میں اس قدر زیادہ تھے کہ انہوں نے تمام قافلے کو گرفتار کر کے لوٹنا شروع کر دیا ہر ایک آدمی سے جو کچھ ملتا چھین کر سردار کے پاس لے جاتے۔

ایک ڈاکو حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میاں صاحبزادے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں: جب میں گھر سے چلنے لگا تو والدہ نے میری واسکٹ کے استر میں چالیس اشرفیاں سی دی تھیں اس ڈاکو کو یقین نہ آیا اس نے آپ کی تلاشی لی تو واقعی چالیس اشرفیاں برآمد ہوئیں ڈاکو آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ سنایا وہ بھی بہت حیران ہوا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سردار نے آپ سے دریافت کیا کہ جب تم کو معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں اور سارا مال لوٹ لیتے ہیں پھر ہمیں کیوں بتادیا کہ تمہارے پاس اشرفیاں موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب گھر سے میں چلنے لگا تو والدہ نے نصیحت کی تھی بیٹا! سچ بولنا اب بتاؤ کہ والدہ کی نصیحت کو کیسے بھول جاتا۔ یہ سنتے ہی ڈاکو کا سردار رونے لگا اور کہا کہ جب یہ لڑکا اپنی ماں کے احکام کا اس قدر خیال رکھتا ہے تو میں خدا کے احکام سے کیوں غافل ہوں۔ چنانچہ اس ڈاکو نے آپ کے سامنے توبہ کی اور سارا لوٹ کا سامان قافلے والوں کو واپس کر دیا۔

یہ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا پہلا واقع تھا کہ اس چھوٹی سی عمر میں ایک سنگین مجرم کو راہ حق دکھائی۔

مجاہدات:۔

جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجاہدات اور عبادات شروع کیں خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کے ۲۵ سال جنگلوں میں اکیلئے پھر کر گذارے ہیں اور میرا یاد حق کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا اور سالہا سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی اور برسوں ایسا ہوا کہ رات کو رب کے حضور میں کھڑے قرآن ختم کیا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ میں نے ریاضت اور مجاہدہ کی عادات ڈالی۔ ایک سال تک برائن کے کھنڈرات میں رہا۔ اور جو پھل وغیرہ مل جاتے۔ صرف اس پر ہی زندگی بسر ہوتی اور پھر کئی سال تک کرخ کے جنگلات اور ویرانوں میں پھرتا رہا جنگلی کھجور میری خوراک تھی ۔اور صوف کا ایک جبہ لباس۔

حضرت شیخ عبداللہ ابوالفتح نہروی فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں چالیس سال رہا آپ کا معمول تھا کہ رات کو چار حصوں میں تقسیم کرتے۔ پہلے حصہ میں نماز، دوسرے میں ذکر واذکار، تیسرے میں تلاوت کلام پاک اور چوتھے میں سجدے میں پڑے رہتے اور نہایت عجز وانکساری کے ساتھ دعائیں مانگتے۔

استغنا:

ابوعبداللہ بن محمد بن خضراء روایت کرتے ہیں کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کسی امیر اور دولت مند کو دیکھ کر تعظیم کے طور پر کھڑے نہ ہوتے اور مسلمانوں کو بھی آپ نے سختی سے منع فرمایا۔

تبلیغی سرگرمیاں:

گو آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قابل رشک اور دل کی دنیا کو بدل دینے والا ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی آپ نے مواعظ کے ذریعہ عوام الناس کی رہبری فرمائی آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ آپ ہفتے میں تین مرتبہ وعظ فرماتے۔ ایک مرتبہ خانقاہ شریف میں ایک مرتبہ مدرسہ معمورہ میں اور ایک مرتبہ رباط میں ان مجالس وعظ میں علماء وفقہا ومشائخ کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ چنانچہ چالیس سال تک آپ کا یہ سلسلہ جاری رہا شائقین کا اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ جب مجلس کے اندر جگہ نہ رہتی آپ کھلے میدان میں تشریف لے جاتے۔

اخبارُ الاخیار میں لکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں تمہارے واعظوں کی طرح نہیں ہوں بلکہ میں اپنے خدا تعالی کے حکم سے بات کہتا ہوں اور باطن کی قوتیں میرے کلام کے ساتھ ہوتی ہیں۔

آپ نے فرمایا جب میں کلام کرتا ہوں۔ خدا تعالی کی تجلیاں اثر لے کر

نمودار ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ میری نظر ہمیشہ حقیقت پر رہتی ہے۔

جودوسخا:

آپ کے ہاں سے کوئی سائل محروم نہ لوٹتا تھا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی کچھ مانگتا اگر پاس ہوتا تو فوراً دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو قرض لے کر بھی سائل کی تمنا پوری کرتے غرضیکہ کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔

حضرت محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ ابتداء میں ایک مرتبہ مجھے بیس دن تک کھانے کو میسر نہ آیا۔ آخر میں ایوان کسریٰ کے کھنڈرات کی طرف گیا تاکہ شاید کوئی پھل یا مباح چیز مل جائے وہاں دیکھا کہ ستر درویش تلاش رزق میں پھر رہے ہیں اور ان کو بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ جب میں واپس بغداد کی طرف آیا تو ایک شخص ملا اور اس نے بیس اشرفیاں مجھے دی کہ آپکی والدہ محترمہ نے آپ کو بھیجی ہیں میں نے خوشی خوشی وہ لے لیں اور آکر ان ستر درویشوں میں تقسیم کردیں۔

آپ کے صاحبزادے جناب عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں صبح کے وقت حضرت غوث پاک کے ساتھ تھا۔ خدام بھی ساتھ تھے شام کو آبادی کے قریب قیام ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اس بستی میں غریب اور مفلس تلاش کرو۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص بہت نادار ہے۔ آپ خود اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ سائل کو کبھی ٹالتے نہ تھے۔

اُنس آپ کا عصا، مصاحب سچ آپ کا معمول، فتح آپ کا سرمایہ بردباری آپ کا جوہر، آداب شرع آپ کا ظاہر اور اوصاف حقیقت آپ کے بھید تھے۔

تصانیف:

حضرت امام ربانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف بیشمار ہیں۔ ان میں سے فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین بہت ہی مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے بہت سے اشعار و قصائد ہیں جن میں سے قصیدہ غوثیہ بہت مشہور ہے۔ آپ کے مواعظ حسنہ کا ایک مجموعہ آپ کے خلیفہ خاص حضرت عفیف الدین مبارک نے جمع کیا جو ساٹھ وعظوں پر مشتمل ہے جس کا نام فتح ربانی ہے۔

وفات:

۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ۹۱ سال کی عمر میں بغداد شریف میں وفات پائی اور وہیں دفن کیے گئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان روضہ تعمیر کیا گیا جو مرجع خلائق ہے۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کے جنازے میں اس قدر لوگ شامل ہوئے کہ اہل خانہ نے حضور کی رات کے وقت دفن کی۔

وصیت:

آپکے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے آخری وصیت کی درخواست کی تو فرمایا۔

ترجمہ: تقویٰ اور طاعتِ الٰہی کو اپنے لئے لازم سمجھو نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی غیر کی طرف جھکو۔ خدا کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرو۔ کیونکہ اسی توحید پر ہی سب کا اتفاق ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

WWW.NAFSEISLAM.COM

عقیدہ توحید تمام عقائد کی اساس ہے

ازقلم: محترمہ مسرت جہاں (ریسرچ اسکالر)

عقیدۂ توحید تمام عقائد کی اساس ہے یہ وہ عقیدہ ہے جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتا ہے اور انسان کو حقیقی اور ایک خدا سے آشنا کراتا ہے۔ خالق ومخلوق کے مابین ازلی رشتہ کو نہ صرف بحال کرتا ہے۔ بلکہ خدا اور بندے کے درمیان رشتہ مودّت کو مضبوط سے مضبوط تر بناتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کے حقیقی ازلی غیر متغیر لامحدود قدیم اور لافانی تصور سے آگہی کراتا ہے، چونکہ اسلام کی بنیاد ہی کلمہ لاالہ الا اللہ پر ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس شہادت پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنے زکوۃ دینے حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر۔

انبیاء علیہم السلام کا کائنات میں ظہور اور کتب سماوی کا نزول ان دونوں کا اولین مقصد کامل تقویٰ تھا۔ قرآن مجید جو انسانی دسترس سے بالاتر ہے، جس کی حفاظت خدائے علیم وقدیر کے ہاتھ میں ہے حضور ﷺ کی پیدائش سے قبل خالص اور کامل توحید دنیا سے مٹ چکی تھی۔ دنیا کی تمام قومیں شرک میں مبتلا تھیں۔ انسانی سرمٹی اور پتھر کے بتوں کے آگے سربہ سجود تھے۔ ان تمام کو حقیقی اور واحد خالق سے آگاہ کرنے کے لئے اللہ تعالی اعلان فرماتا ہے:

بس وہی ہر شے کا اول ہر شے کا اخر اور ہر شے کا ظاہر ہے اور وہ ہر شے کی ماہیت سے آگاہ ہے۔ (۵۷:۳)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی زمین کے ذرے سے لے کر آسمان کی وسعتوں تک میں پنہاں ہے۔ وہ بہتے دریا میں، ساکت سمندر میں، پھولوں کی لطافت میں، شبنم کی طہارت میں، زمین کی بناوٹ میں اور آسمان کی سجاوٹ میں نہاں اور عیاں ہے۔ جس نے کائنات اور کائنات میں موجود تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ ان تمام مخلوقات میں حسین تر اور مشرف ترین مخلوق انسان کو پیدا کیا اور وہ انسان جسے **خلق الانسان فی احسنِ تقویم** کہہ کر حسین تر بنایا اور **سخر لکم مافی السمٰوٰت والارض** کہہ کر مشرف بنایا۔ اُس انسان کا حسن اور شرف اس وقت برقرار رہ سکتا ہے جب وہ اپنا رشتہ اپنے بنانے والے سے جوڑے۔

اللہ کی اطاعت کو اپنی زندگی کی متاع اور اس سے قربت کو اپنی زندگی کا حاصل قرار دے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا آرزومند ہو اسے لازم ہے کہ اعمال صالحہ بجالائے اور اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (۱۸۔۱۱)

اللہ تبارک وتعالی سے ملاقات کا آرزومند وہی شخص ہو سکتا ہے جو اللہ کی محبت اپنے دل میں شدت سے پاتا ہو۔ پھر اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے معبود ہی نہیں مقصود بھی بن جاتا ہے۔ اکبر الہ آبادی کیا خوب

فرماتے ہیں۔

یہ سب کو ہے تسلیم کہ معبود وہی ہے

کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا مقصود سمجھنے کے لئے خوف الٰہی کا انسانی قلب میں پیدا ہونا ضروری ہے۔ حق عبادت اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جب کسی کے حضور پیشی کا یقین کامل کی حیثیت اختیار کرجائے۔ اور یہ خوف انسانی رگ وپے میں اس حدتک سرایت کرجائے کہ کھلے اور چھپے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور دیکھتا ہے۔ تو پھر انسان ہر سو اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتا ہے ہر وقت اللہ کا خوف دامن گیر ہوتا ہے۔ ہر لمحہ یہ احساس شدت اختیار کرجاتا ہے کہ کوئی ذات ہے جو محاسب حقیقی ہے اور عنقریب باز پرس ہوگی۔

اللہ کا خوف اور اسے حقیقی اور ازلی معبود سمجھنے کے بعد انسان تمام دنیوی خوف اور دنیوی محبتوں نیز دنیوی معبودوں سے بَری ہوجاتا ہے۔ اس کی طلب کا محور اللہ ہوتا ہے۔ اسی کے حضور سربسجود ہونا اس کے لئے باعث فخر بن جاتا ہے۔ دنیا کی محبت اور چاہت اس کے قلب سے محو ہوجاتی ہے چونکہ عصائے لا الٰہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں۔

خوف دنیا، خوف عقبیٰ، خوف جاں

خوفِ آلامِ زمین و آسماں

حُبِ مال و دولت و حُبِ وطن

حُبِ خویش و اقربا و حُبِ زن

تا عصائے لا الٰہ داری بدست

بر طلسم خوف راخواہی شکست

غرض ایک خدا کا حقیقی تصور قلب میں جاگزیں ہونے کے بعد انسان دنیوی معبودوں سے بری ہوجاتا ہے۔ اللہ کا خوف اس حدتک سرایت کرجاتا ہے کہ ظاہری رعب ودبدبہ اور حب مال و دولت ازخود ختم ہوجاتی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ یہ عصائے لا الٰہ جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا تو سامری کا سحر لرزہ براندام ہوجاتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس یقین کے ساتھ دہکتے ہوئے شعلوں کے سپرد خود کو کردیتے ہیں تو یہ دہکتا ہوا الاؤ گل وگلزار ہوجاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کی موجودہ بے چینی اور بے قراری کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی حقیقی محبت اپنے دلوں میں نہیں پاتے۔ اس دور کا المیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا مادیت سے لگاؤ اس حدتک ہوگیا ہے کہ روحانیت طاق نسیاں ہوکر رہ گئی۔ اللہ سے محبت اور اس کا خوف قلب میں پیدا کرنے کیلئے اتباع رسول ﷺ شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کہہ دیجئے (اے نبی) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس کی محبت ہمارے رگ وپے میں سرایت کرجائے اور خوف خداوندی اس حدتک ہو کہ تمام طلسماتی خوف کا سحر ٹوٹ جائے اللہ کی رحمتیں ہمیں اپنے سائے میں لے لیں۔ آمین ثمہ آمین

حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا!

عزیز من:

تیری ارادت اور یہ کہنا کہ میں اللہ جل جلالہ کو چاہتا ہوں صحیح نہیں ہے۔ اور نہ تو اس کا چاہنے والا اور طالب ہے۔ کیونکہ جو دعویٰ کرے اللہ جل جلالہ کی چاہ کا اور واقع میں طالب ہو غیر کا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ دنیا میں دنیا چاہنے والوں کی کثرت ہے اور آخرت چاہنے والوں اور امن کی چاہ میں پختہ اور سچوں کی تو بہت ہی کمی ہے۔ سچے تو بہت ہی کم ہیں کہ کامیابی و نایابی میں کبریت احمر جیسے ہیں۔ شاذ و نادر ایک آدھ ہی ہوگا۔ حتی کہ خاندان اور قبائل کے قبائل میں تلاش کیا جائے تو شاید ہی کوئی نکل آئے اور ظاہر ہے کہ زمین کے اندر جہاں دیکھو مٹی ہی مٹی ہے سونے یا لعل کی کان تو لاکھوں کوس چھاننے پر کہیں گزوں کی مقدار نصیب ہوگی۔ پس اللہ کے چاہنے والے بھی زمین کی معدنیات ہیں۔ زمین کے بادشاہ ہیں اور مخفی انتظام دنیا میں یہ حضرات کوتوال ہیں۔ ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اور ان ہی کی وجہ سے ان پر بارش برستی ہیں اور ان ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آسمانوں سے پانی برساتا ہے اور ان ہی کے سبب زمین سے پیداوار ہوتی ہے اور غلہ اگتا ہے یہ اللہ والے حضرات اپنی ابتدائی حالت میں بھاگتے پھرا کرتے ہیں۔ ایک پہاڑ کی چوٹی سے دوسری چوٹی پر ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کی جانب کہ جب کبھی کسی جگہ پر لوگ ان سے واقف ہو جاتے ہیں اور ان کی لذتِ روحانی و یکسوئی میں رجوعات خلق کے سبب فرق آنے لگتا ہے تو وہاں سے چل دیتے ہیں۔ سب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکتے اور دنیا کی کنجیاں اہل دینا کے حوالے کرتے ہیں کہ پتھر کنکر کے ڈھیر اور معدنیات وو فائن جن کی اصلیت مٹی ہی مٹی ہے۔ نکالو اور بھرو اور اللہ کے چاہنے والے اسی آزادی اور بے تعلقی و ویرانہ پسندی میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ کو ان سے مخلوق کی اصلاح کا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ تو ان کے اردگرد غیبی قلعے تعمیر کر دیئے جاتے ہیں کہ بس اس سے باہر نکل نہیں سکتے اور علوم و حقائق کی نہریں ان کے قلوب کی طرف بہنے لگتی ہیں۔ جو اُبل

> اے دنیا میں مشغول و منہمک شخص! عنقریب خسارہ و نقصان اور ہر قسم کی پریشانیاں قیامت ہی کے دن ظاہر ہوں گی۔ جو بداعمال بندوں کے لئے نقصان کا رسوائی کا دن ہے اور پشیمانوں اور خسارے کا دن ہے اگر اس دن اولین و آخرین کے بھرے مجمع میں فضیحت و ندامت سے بچنا چاہتا ہے تو آخرت کے آنے سے پہلے اپنے نفس سے حساب لے کہ اللہ کے احسانات کا بدلہ کیا دیا

اہل کرو بن تک پہنچتی ہیں اور ان کے واعظ ہائے شیریں سے دنیا کے پیاسے سیراب ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے لشکران کو اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں۔ کہ کوئی دشمن ان کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ جیسے دنیوی اعزاز کا قاعدہ ہے کہ ہر عہدہ دار سلطانی کے لئے چوکیدار رہتا ہے۔ اسی طرح ان کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنایا جاتا ہے۔ مگر ان میں کی ہر بات دنیا داروں کی عقلوں سے باہر ہے۔ الغرض اس وقت ان کو مخلوق پر توجہ کرنا فرض بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ طبیبوں کی طرح بن جاتے ہیں۔ اور ساری مخلوق بیماروں جیسی۔

تجھ پر دعویٰ کرتا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔ ذرا بتاؤ تو سہی تیرے پاس ان کی کون سی علامت ہے؟ حق تعالیٰ کے قریب و لطف کی کیا نشانی ہے؟ تو اللہ جل جلالہ کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے؟

ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا ہے؟ ہر شب کو تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے؟ تیرا کھانا اور پینا مباح ہے یا حلال خالص؟ تیری خوابگاہ جس پر تو شب گذارتا ہے دنیا ہے یا آخرت یا قرب الٰہی؟ تنہائی میں تیرا انیس کون ہے؟ خلوت میں تیرا ہمنشین کون ہے؟ اے دروغ گو تنہائی میں تو تیرا انیس نفس و شیطان خواہش اور دنیا کے تفکرات ہیں اور جلوت میں شیاطین الانس ہیں جو برے ہمنشین اور محض قیل وقال والے ہیں۔ یہ بات بکواس اور محض دعویٰ سے نہیں آیا کرتی۔ اس میں تیرا کلام کرنا محض ہوس ہے جو تجھ کو مفید نہیں۔ پس اللہ جل جلالہ کے سامنے سکون اور گمنامی کو اختیار کر اور بے ادبی چھوڑ اور اگر ان باطنی حقائق میں زبان چلائے بغیر تجھ کو چارہ ہی نہ ہو تو بس بسبیل تبرک ہونا چاہیئے کہ اللہ کی چاہ اور چاہنے والوں کا ذکر موجب برکت ہے نہ اس طرح کہ اس کا مدعی بن جائے اپنے ظاہر سے حالانکہ تیرا قلب اس سے خالی ہے۔ ورنہ نفاق اور مخلوق کو دھوکہ دینے کا جرم تجھ پر عائد ہوگا۔ یاد رکھو کہ وہ زبانی دعوے اور حالت ظاہری اور قلب باطن اس کے موافق نہ ہو اس کا نام ہذیان ہے۔ جس کے سننے کی طرف بھی کوئی کان نہیں لگاتا عمل تو کیا کرے گا۔ کیا تو نے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں سنا کہ جو شخص غیبت کرے کے دن بھر لوگوں کے گوشت کھاتا رہا اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اس حدیث میں آپ نے بیان فرمادیا کہ روزہ صرف کھانے پینے اور افطار کرنے والی چیزوں کے چھوڑ دینے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ گناہوں کے ترک میں بھی اضافہ کرنا چاہیئے۔

صاحبو! بچو غیبت سے کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھالیتی ہے۔ جس کو فلاح نصیب ہو جاتی ہے وہ کبھی غیبت کا خوگر نہیں ہوتا اور جو غیبت میں مشہور و معروف ہو جاتا ہے اس کی حرمت و وقعت لوگوں کے نزدیک بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور بچو اجنبی عورتوں اور حسین مردوں پر شہوت کی نگاہ ڈالنے سے کہ وہ تمہارے قلوب میں معصیت کا بیج بوئے گی۔ اور اس کا انجام نہ دنیا میں اچھا ہے نہ آخرت میں اور بچو: جھوٹی قسم کھانے سے کہ وہ شہروں کو بیابان بنا کر چھوڑتی ہے اور اس کی نحوست سے ویرانی چھاتی ہے اور ایسا آسمانی وبال پڑتا ہے کہ مال اور دین دونوں کی برکت جاتی رہتی ہے۔ تجھ پر افسوس کہ اپنی دنیوی تجارت کو جھوٹی قسم سے رواج دیتا ہے اور اس میں خسارہ اٹھاتا ہے اگر تجھے عقل

ہوتی تو جانتا کہ اصل خسارہ یہی ہے تو کہتا ہے خدا کی قسم اس جیسا مال شہر میں بھی کہیں نہیں اور ایسا مال کسی کے پاس موجود نہیں۔ خدا کی قسم یہ اتنے کا ہے اور خدا کی قسم مجھ کو اتنے میں پڑا ہے۔ حالانکہ تو اپنی ساری باتوں میں جھوٹا ہے پھر اپنے جھوٹ پر گواہی دیتا ہے اور اللہ جل جلالہ کی قسم بھی کھاتا ہے۔ واللہ میں سچ کہتا ہوں عنقریب وہ وقت آئے گا کہ تو اندھا اور اپاہج ہو جائے گا۔ اور معصیت پر اس جرم کے وبال میں دنیا ہی کے اندر تجھ کو ذات اور مخلوق کی محتاجی نصیب ہوگی۔

صاحبو! اللہ جل جلالہ کے سامنے ادب کے ساتھ رہو اور ہر وقت چونکہ اللہ ہی سامنے ہو۔ لہٰذا اپنا ہر حال شریعت کے موافق رکھو خدا کے ساتھ جس ادب وتہذیب کی ضرورت ہے اس کی تعلیم کا نام شریعت ہے اور یاد رکھو جو شخص آداب شریعت سے ادب نہ سیکھے گا اس کو قیامت کے دن آگ ادب سکھائے گی۔ اور جہنم میں جا کر سب سلیقہ آجائے گا۔ اس مقام پر کسی نے سوال کیا کہ پھر جس شخص میں یہ پانچوں خصلتیں یعنی دعوی کمال اور غیبت اور نظر یا شہوت اور کذب اور دروغ حلفی پائی جاتی ہوں یا ان میں سے چند موجود ہوں تو اس کے روزہ اور وضو کے باطل ہونے کا ہم کو حکم کرنا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا کہ اس سے روزہ اور وضو باطل تو نہ ہوگا۔ لیکن یہ بصورت نصیحت اور تحدید وتخویف صادر ہوا ہے کہ ان سے بچنے کی ضرورت بہت زیادہ ہے جیسے عمل کی رغبت دلانے کو کہا کرتے ہیں کہ جس نے سب کچھ پڑھا مگر عمل نہ کیا وہ عالم نہیں ہے بلکہ جاہل ہے اور انسان نہیں ہے بلکہ گدھا ہے۔

عزیز من: تیرا اولیاء اللہ کو حقیر سمجھنا اس وجہ سے ہے کہ تجھ کو اللہ جل جلالہ سے واقفیت کم ہے اس لئے تیرے قلب میں ان کی وقعت نہیں تو ان کی گوشہ نشینی اور توکل کو طرح طرح کے بہتان اور گندے خیالات سے منسوب کرتا اور کہتا ہے۔ کہ یہ لوگ حجروں میں بیٹھ کر لوگوں کو خوب لوٹتے ہیں اور اندر ہی اندر مزے اڑاتے ہیں۔

اگر ایسا نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے ساتھ رہ کر ہماری سی کھلی زندگی کیوں نہیں گزارتے اور ہمارے پاس بیٹھتے اٹھتے کیوں نہیں چوروں کی طرح ویرانوں اور بند مکانوں میں کیوں رہتے ہیں۔

وائے تجھ پر یہ تو اپنے نفس سے جاہل ہونے کی بناء پر بکواس کر رہا ہے چونکہ اپنے نفس کی شناخت میں تیرے کمی ہے اس لئے لوگوں کے مراتب اور شان کی شناخت میں بھی کمی آگئی۔ خوب یاد رکھ دنیا اور دنیا کے انجام کو سمجھنے میں جتنی کمی ہوگی۔ اس قدر تو آخرت کی قدر ومنزلت سے ناواقف رہے گا۔ اور جتنی آخرت کی واقفیت وشناخت میں کمی ہوگی۔ اسی قدر تو اللہ جل جلالہ سے ناواقف رہے گا۔

اے دنیا میں مشغول ومنہمک شخص! عنقریب خسارہ ونقصان اور ہر قسم کی پریشانیاں قیامت ہی کے دن ظاہر ہوں گی۔ جو بداعمال بندوں کے لئے نقصان کا رسوائی کا دن ہے اور پشیمانوں اور خسارے کا دن ہے اگر اس دن اولین وآخرین کے بھرے مجمع میں فضیحت وندامت سے بچنا چاہتا ہے تو آخرت کے آنے سے پہلے اپنے نفس سے حساب لے کہ اللہ کے احسانات کا بدلہ کیا دیا اور محسن کی اطاعت کس قدر کی اور حق تعالی کے حلم اور کرم سے دھوکہ مت کھا اور یہ نہ سمجھ کہ اگر میری دینی حالت اچھی نہ ہوتی تو سزا کے

بدلے تنعم و خوشحالی کیوں ملتی یہ تو حق تعالیٰ کا محض علم ہے ورنہ تو معصیتوں اور لغزشوں اور لوگوں پر ظلم و زیادتیوں کے بدترین حالات پر قائم ہے اور اندیشہ ہے کہ اس انہماک اور تغافل کا انجام کفر نہ ہو جائے کہ معصیتیں کفر کی قاصد اور پیش خیمہ ہوا کرتی ہیں۔

جیسے بخار موت کا قاصد ہوتا ہے موت سے پہلے اور اس فرشتہ کے آنے سے پہلے جو ارواح قبض کرنے پر تعینات ہے تو یہ کرنی ضروری سمجھ اور جلد سے جلد اپنی حالت درست کرو ورنہ اسی حالت پر موت آگئی تو خاتمہ بگڑ جانے کا خوف ہے۔

اے نوجوانو! توبہ کیا کرو تم دیکھتے نہیں کہ حق تعالیٰ تم کو بلا میں مبتلا کرتا ہے تا کہ خوشحالی و صحت سے جو غفلت پیدا ہوئی ہے وہ دور ہو اور تم توبہ کرلو۔ مگر تم سمجھتے نہیں اور اڑے ہوئے ہو اس کی معصیتوں پر اس زمانہ میں بجز خاص افراد کہ۔ جو شخص بھی بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لئے عذاب ہے نہ کہ نعمت اور گناہوں کی سزا ہے نہ کہ ترقی درجات و کرامات۔ البتہ اہل اللہ جو مبتلا ہوتے ہیں تو اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے مراتب بلند ہوں ان کے بادشاہ کے نزدیک اور ترقی ہو ان کی روحانیت میں۔ کیونکہ وہ دکھ میں بھی اللہ کے ساتھ اور اس کی رضا کے ایسے غلام بنے رہتے ہیں۔ جیسے راحت اور سکھ میں تھے۔ اس لئے کہ وہ ذات حق کو چاہتے ہیں اور دکھ بھی اسی کا دیا امتحان ہے لہٰذا گھبراتے یا شکوہ شکایت کرنا نہیں جانتے جب بلا و آفات پر ان کا صبر و استقلال پورا ہو جاتا ہے تو ان کی روحانی بادشاہت پوری ہوگئی۔ یہ پوری نہیں ہوتی تو ان کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ابھی ہلاک و خطرہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ امتحان تو ہوا نہیں۔ کیا خبر دکھ درد میں بھی تعلق مع اللہ قائم رہے گا یا نہیں۔ اے میرے اللہ تباہ نہ کرنا۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیرے قرب کا اور تیرے دیدار کا دنیا اور آخرت دونوں میں کہ دنیا میں تجھ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے۔

صاحبو! اللہ کی رحمت سے اور وسعت سے مایوس مت ہو کہ وہ قریب ہے کیسی ہی مصیبت کیوں نہ پڑے ہرگز ہرگز ناامید نہ ہو کیونکہ صانع تو اللہ ہے اور وہ خود فرماتا ہے کیا عجب ہے کہ اللہ اس کے بعد کوئی صورت پیدا فرمادے۔ پس اگر ایسی تکلیف بھی ہے جس کے متعلق تمہاری عقل اور دنیا بھر کے مدبرین حکم لگا چکے کہ اس کا دور ہونا محال و ناممکن ہے تب بھی ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس کی قدرت و صناعی کی حد کوئی بھی نہیں پا سکا۔ پس اے عزیز: بلا سے بھاگنا اور گھبرانا مت کہ وہ بلا جو صبر کے ساتھ ہو ہر خیر و خوبی کی بنیاد ہے ذرا غور کرے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ نبوت کی، رسالت کی، ولایت کی، معرفت کی اور محبت کی سب کی بنیاد بلا و مصیبت ہی ہے کہ جس کو جو کچھ بھی ملا ہے بلا و مصیبت پر صبر کرنے کی بدولت ملا ہے۔ پس جب تو نے بلا پر صبر نہ کیا تو تیرے لئے بنیاد نہ رہی اور بنیاد کے بغیر تعمیر کو پائیداری نہیں۔ کیا تو نے کسی اونچی زمین کی کوڑی پر بھی کوئی مکان بنا ہوا اور قائم دیکھا ہے؟ پس تو بلا اور آفتوں سے بھاگتا ہے۔ بس اس لئے کہ تجھے معرفت اور ولایت اور قربت الٰہی کی حاجت نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ اگر حاجت ہوتی تو بنیاد کا متمنی ہوتا اور تیرا رُواں رُواں تکالیفِ دنیا کا آرزومند ہو کر بزبان حال کہتا۔

نشوونصیبت دشمن کہ شود ہلاک تیغت

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

پس صبر کر اور استقلال کے ساتھ اپنا کام کرتا رہ یہاں تک کہ حرم شاہی کا مخفی وپنہاں راستہ تیرے لئے کھل جائے اور تو اپنے قلب اور اپنے باطن اور اپنی روح سے اپنے پرودگار کے دروازہ قرب کی طرف چلنے لگے۔

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدلیش

بر بلائے خار ہجراں صبر بلبل بایدلیش

اے دل اندر بند زلفس از پریشانی منال

مرغ زیرک جوں بدام افتد تحمل بایدلیش

نائبین رسالت کا خادم بن کیونکہ علماء اور اولیاء اور ابدال حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں حضرات انبیاء دینی ضروریات ولذائذ کے اصل سوداگر ہیں کہ جو بھی دین کا خریدار بن کر ان کے پاس آیا وہ کامیاب ہو کر گیا اور علماء وابدال ان کے پیش دست آواز دینے والے ہیں جو ان کے خادم اور چاکر بن کر آواز لگاتے ہیں کہ اے دین کے چاہنے والو چلو اور اس مکان پر سودا خرید و۔ سچے مومنین یہی ہیں اور مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کے سوا نہ کسی سے ڈرتا ہے نہ کسی سے توقع رکھتا ہے اس کے قلب اور باطن میں ایک خاص قوت عطا کی گئی ہے جو اس کو سارے عالم سے نڈر اور مستغنی بنا دیتی ہے اور مومنین کے قلوب اللہ جل جلالہ کی وجہ سے قوی کیسے نہ ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف بلا لیا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اور وہ واصل باللہ ہو گئے وہ ہر وقت اسی کے پاس رہتے ہیں ان کے قلوب اس کے پاس رہتے ہیں اور قالب زمین، ان کا بدن مخلوق کے ساتھ مشغول رہتا ہے مگر جیسے عشاق کہ کچھ ہی کیوں نہ کرتے ہوں مگر دل ان کا محبوب میں پڑا رہتا ہے اسی طرح انکے دل اللہ جل جلالہ کے پاس رہتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے اور بے شک وہ ہمارے پاس منتخب اور بہترین بندوں میں سے ہیں یعنی ان کو انتخاب کیا جاتا ہے ان کے متعلقین اور ہمعصروں پر کہ ان کی قلبی کیفیات سب سے جدا اور ابدان بالکل نور ہی نور ہو جاتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ مخلوق کو چھوڑ دیتے اور انسانی جملہ مرغوبات سے بے رغبت بن جاتے ہیں وہ سامنے کے رخ بڑھتے رہتے ہیں اور گھاس ان کے پیچھے اگتی چلی جاتی ہے لوٹنے کی ان کے لئے کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اور ان کی روحانی ترقی کو تنزل سے واسطہ ہی نہیں رہتا۔ دنیا بھر کی عادت وطبیعت کے خلاف وتنہائی سے مانس ہو جاتے ہیں آبادیوں کو چھوڑ کر ویرانوں اور سمندروں کے کناروں اور بیابانوں کو اختیار کرتے ہیں جنگلوں کی گھاس پات کھاتے اور تالابوں کے پانی پیتے ہیں ان سے اگر کہا بھی جائے کہ خزائن ارض کی کنجیاں اور دین ودنیا کا جو کچھ بھی مال واولاد عیش چاہو لے لو۔ تو روتے ہیں وہاں حق تعالیٰ ان کے دلوں کو قرب بخشتا اور ان کو اپنے ساتھ مانوس کرتا ہے ان کے اجسام اور ظاہری ابدان پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے اجسام کے ساتھ رکھے جاتے ہیں کہ اعمال وافعال میں ان حضرات سے موافقت ہوتی ہے اور ان کے قلوب کے تعلقات خاص اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں وہ ہر وقت شب وروز اسی کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں۔ غرض اللہ جل جلالہ سے انس پانے والوں کی لذت اور مشتاقان جمال الٰہی کی

راحت کا کوئی کیا ذکر کرے۔ وہی خوب سمجھتا ہے جو اس کا لذت چشیدہ ہو کہ سلطنت ما تخت و تاج بھی اس لذت کے بدلہ دیا جائے تو اس پر لات مارتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے۔

چوں چیز سنجری رخ بختم سیاہ باد

درد دل اگر بود ہوس چیز سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب

من ملک نیم روز بہ یک جو نمی خرم

انکی لذات کا کیا پوچھنا جن کو خلوت میں اپنے محبوب کا نام لینے سے وہ مزہ آئے جو دنیا کو فراموش کر دے اور بے اختیار زبان سے نکلے کہ۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام

شیر و شکر میشود جانم تمام

یہ مشتاقانِ جمال عشاق اپنے محبوب کی خدمت میں دست بستہ کھڑے ہوئے نظارے کا مزہ لیتے اور بزبان حال کہتے ہیں

نازبچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

افتم بہ پائے خود کہ بکویت رسیدہ است

ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را

کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

عزیز من! دنیا میں تو کسی کو بھی شیرینی و تلخی اور درستی اور خرابی اور کدورت و صفائی پیش آئے بغیر چارہ نہیں کہ دنیا نام ہی تکدر و غبار کا ہے پس اگر تو پوری صفائی چاہے تو اپنے دل سے مخلوق کو چھوڑ اور مفارقت اختیار کر اور اس کو اللہ جل جلالہ سے ملا۔ دنیا اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ اور ان کو اپنے پروردگار جل جلالہ کے حوالے کر اور سب سے اپنے قلب کو برہنہ و خالی کر کے باہر نکل اور دروازۂ آخرت کے قریب آ اور پھر اس میں داخل ہو جا پس اگر وہاں بھی اپنے پروردگار جل جلالہ کو نہ پائے تو بھاگتا اور قرب حق کو ڈھونڈتا ہوا باہر نکل آ کہ جب تک خالق کی طلب خالص نہ ہوگی۔ اس وقت تک عبادت بھی بیکار رہے گی۔ اور جب دنیا و آخرت غرض جملہ ماسوی اللہ کی طلب تیرے قلب سے نکل جائے گی۔ اور وہ محبوب حقیقی تجھ کو مل جائے گا۔ تو پوری صفائی و ستھرائی وہاں تجھ کو میسر آئے گی۔ محبّ خدا بھلا غیر اللہ کو لے کر کیا کرے گا؟ جنت تو طلبگاران درجات کا مکان ہے۔ دین کے تاجروں کا مکان ہے کہ جنہوں نے دنیا کو بیچ کر اسے خریدا اور اس لئے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جنت میں موجود ہے جو کچھ خواہش کریں نفس اور لذت پائیں آنکھیں۔

دیکھو یہاں قلب کا ذکر نہیں فرمایا باطن کا ذکر نہیں فرمایا اندروں کا ذکر نہیں فرمایا کہ ان کی مرغوبات بھی موجود ہوں گی یا نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ لذات دنیا چھوڑنے والوں کو جنت میں جسمانی لذتیں عطا ہوں گی۔ باقی رہی قلب اور باطن کو لذت دینے والی شے سو وہ صرف محبین و مخلصین کو ملے گی۔ یعنی زیارت محبوب اور وصال دوست غرض جنت ان کے لئے ہے جنہوں نے روزے رکھے شب بیداریاں کیں۔ شہوتوں اور لذتوں میں زہد اختیار کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پس انہوں نے ایک غذا بیچی اور دوسری خریدی۔ ایک باغ دے کر دوسرا لیا۔ اور ایک گھر بیچ کر دوسرا گھر خریدا۔ مگر عشاق نے تو اپنا دل و جان نثار کیا ہے لہٰذا اس کا صلہ و بدلہ جنت کس طرح ہو سکتی ہے جان کا بدلہ تو وصال جاناں ہی بن سکتا ہے۔

ہاں اگر ان کی دعا جنت کی طلب ہوتی بھی ہے تو صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ زیارت محبوب کا مقام ہے اور محل وصال دوست ہے جب حق تعالی بااین بے نیازی اپنے محبوب کی قیامگاہ یعنی شہر مکہ کی قسم یاد فرماتا ہے۔ تو طالبان حق کو طلب جنت کیوں نہ ہو۔

صاحبو! میں چاہتا ہوں کہ تم سے کام سرزد ہو اور زبان نہ کھلے۔ عمل و حال ہو دعوی اور قیل وقال نہ ہو۔

عارف جو خالص لوجہ اللہ عمل کیا کرتا ہے وہ ہرن کی طرح ہوتا ہے کہ اس پر خوب ہی کٹائی ہوتی ہے مگر وہ بولتا بھی نہیں اور زمین کی طرح ہوتا ہے کہ اس کو مخلوق اپنے قدموں سے روندتی ہے اور رات دن کچلتی کھودتی ہے اور الٹتی پلٹتی رہتی ہے مگر وہ گونگی بنی ہوئی ہے اسی طرح اللہ والوں کو مخلوق کے ہاتھوں کیسی ہی ایذائیں کیوں نہ پہنچیں مگر صبر وسکوت ان کو بے زبان بنائے رہتا ہے کہ نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں۔ اور نہ غیر اللہ کی سنتے۔

بس ان کے دل ہی دل ہوتے ہیں زبان نہیں ہوتی وہ فنا شدہ اور مردہ ہوتے ہیں اپنے آپ سے اور مخلوق سے ہر وقت ان کی یہی حالت رہتی ہے اور جب اللہ چاہتا ہے تو ان کو زندہ کردیتا اور قلب کو زبان بنادیتا۔ گویا کہ وہ متوالے اور مست ہوتے ہیں۔ جن کو بادشاہ اپنی طرح کھینچ لیتا ہے اپنی شفقت اور رحمت کے ہاتھ سے ان کو خاص اپنے لئے بناتا ہے جیسا کہ موسی علیہ السلام کو اپنے لئے بنایا تھا۔

صاحبو! اس کی قدرت کے کرشموں کا کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے اس کی طاقت غیر متناہی ہے اس کی مثل کوئی شئے نہیں۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اس نے اپنے عشاق و طالبین کو اتنا نوازا اور مظہر قدرت بنایا کہ ان کی راحت کو بلا تکلف بنادیا کہ نام کو بھی کوفت لاحق نہیں ہوتی اس پاک ذات نے اپنے آستانہ بوس غلاموں کو انس عطا فرمایا۔

صاحبو! جو شخص اس حالت تک پہنچا۔ دنیا میں اس کو راحت ملی ہے ورنہ اس حالت سے کہ جس میں تو پڑا ہوا ہے۔ دنیا میں کبھی راحت نہیں پاسکتا کیونکہ دنیا تو کدورتوں کا اور آفتوں کا گھر ہے تجھ کو ایک دن اس سے نکلنا اور اس کو چھوڑنا ضروری ہے پس اپنے دل اور ہاتھ سے اس کو پہلے ہی نکال دے تاکہ مرتے وقت اس کے فراق کا رنج نہ ہو۔ اور ابھی راحت مل جائے اور اگر اتنا نہ ہوسکے تو صرف ہاتھ میں رہنے دے باقی دل سے تو ضرور ہی نکال دے۔ پھر جب تجھ میں ایمانی قوت آجائے اور اسباب پر نظر نہ رہے تو ہاتھ سے بھی نکال دے اور فقراء ومساکین کو اللہ کی عیال میں سونپ دے اور باوجود اس کے جو تیرا ہے اور اس کا ملنا تیری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے وہ ضرور تجھ کو مل کر رہے گا اور وہ ہرگز تجھ سے فوت نہ ہوسکے گا۔ وہ آئے بغیر نہ رہے گا۔ خواہ غنی ہو یا فقراء اور رغبت کرے یا نہ کرے اس کو خوب یاد رکھ کہ دین اور دنیا دونوں جگہ راحت کا مدار قلب اور باطن کی صحت وصفائی پر ہے اور ان کی صفائی علم سیکھنے اس پر عمل کرنے عمل میں اخلاص لانے اور حق تعالی کی طلب میں سچا بننے سے ہوتی ہے۔

سرمد گلہ اختصار ے باید کرد
یک کار ازیں دو کارے باید کرد
یا تن برضائے دوست باید داد
یا قطع نظر زیارے باید کرد

ایمان کیا ہے؟ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

انتخاب: سید مصطفٰی اشرف جیلانی

(۱) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی ہر شے ترک کر دے۔

(۲) اُس وقت تک کوئی شخص حقیقتاً مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۳) جس میں تین باتیں ہوں اس نے ایمان کی حلاوت پائی

(ا) اللہ اور رسول ﷺ اس کے نزدیک ماسوا سے بڑھ کر محبوب ہوں۔

(ب) ہر فرد کے ساتھ صرف اللہ کے لئے محبت کرے یعنی محبت کے ساتھ کوئی غرض واسطہ نہ ہو۔

(ج) کفر کی طرف لوٹ جانا اسے اتنا ہی برا معلوم ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا

(۴) تین باتیں ہیں جس نے یہ جمع کرلیں اس نے ایمان جمع کر لیا

(ا) اپنے نفس کے مقابلے میں بھی انصاف پر قائم رہنا۔

(ب) دنیا میں سلامتی اور حق پھیلانا۔

(ج) تنگ دستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

(۵) حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا اسلام بہتر (خیر) ہے فرمایا! کھانا کھلانا اور سب کو سلام کرنا یعنی سلامتی کی دعا دینا خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو۔

(۶) ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غلام کو گالی دی رسول اکرم ﷺ نے سن لی اور فرمایا ابوذر: ابھی تم میں جاہلیت باقی ہے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے جس کا بھائی ماتحت ہو اسے چاہئے کہ ویسا ہی بھائی کو کھلائے جیسا کہ کھائے۔ ویسا ہی پہنائے جیسا آپ پہنے۔ اور بھائی سے ایسا کام نہ لے جو اس سے نہ ہو سکے کوئی سخت کام ہو تو خود اس کی مدد کرے۔

(۷) جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سنو: وہ دل ہے۔

(۸) مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

(۹) جب دو مسلمان تلواروں کے ساتھ مقابلے پر آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا کہ قاتل تو ہوا مگر مقتول کا یہ حال کیوں ہوگا فرمایا اگر اُس کو موقع ملتا تو وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا لیکن موقع نہ پاسکا اور خود مارا گیا۔

(۱۰) جس میں چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہے۔

(ا) امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(ب) بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(ج) عہد کرے تو پورا نہ کرے۔

(د) جھگڑے تو ناحق کی طرف چلا جائے۔

اِن میں سے اگر کوئی ایک بھی ہو تو یہ نفاق کی علامت ہوگی جب تک اسے ترک نہ کر دے۔

(۱۱) خدا کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ندامت کی جائے۔

(۱۲) "کتاب الادب" میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ عرض کیا کون یا رسول اللہ ﷺ فرمایا۔ جس کا پڑوسی اس کی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔

ان ارشادات پر غور فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے عالم انسانیت کو کس راستے پر چلنے کی دعوت دی۔ کیا اس کے سوا اس عالم اور بہبود انسانیت کا کوئی اور راستہ ہو سکتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عرفان شریعت

مفتی الاشرف

سوال : اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو عدتِ وفات کس قدر ہے؟ عدتِ وفات واجب ہے یا نہیں؟ زمانہ عدت میں عورت کو کیا نہ کرنا چاہیے؟ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام دینا جائز ہے یا نہیں؟ عدت والی عورت کو باہر نکلنا درست ہے یا نہیں؟ اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے اس کے لئے سوگ ہے یا نہیں؟

جواب : موت کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ عدت وفات واجب ہے جو عورت عدت گزار رہی ہے اسے سوگ کرنا لازم ہے۔ اس کی چند صورتیں ہیں۔ زینت ترک کرنا، زیور اور ریشمی کپڑے نہ پہننا، خوشبو استعمال نہ کرنا، سر میں تیل نہ ڈالنا عدت والی عورت کو نکاح کا پیام دینا حرام ہے۔ اگر کوئی عورت غریب اور بے سہارا ہے تو اسے تکمیل ضروریات کے لئے باہر نکلنا درست ہے۔ اور اگر بقدر کفایت مال موجود ہو تو باہر نکلنا جائز نہیں۔ اگر عورت اپنے کسی عزیز کے مکان پر تھی اور اسے شوہر کے انتقال کی اطلاع ملی تو اسے خبر سنتے ہی فوراً اپنے گھر واپس آجانا چاہیے۔ ایسا کرنا واجب ہے جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے۔ اس کے لئے سوگ نہیں۔ اگر سفر کی حالت میں طلاق رجعی دی گئی ہو تو عورت کو چاہیے کہ شوہر کے ہمراہ رہے۔

سوال : یہاں ایک انجمن امداد باہمی قائم ہے۔ اس کے پاس روپیہ جمع ہے۔ انجمن کے کارکنوں کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو شخص زیادہ نفع دے گا اسے روپیہ دیا جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم دو فیصدی نفع دیں گے۔ بعض پانچ فیصدی منظور کر لیتے ہیں بعض دس فیصدی کا اقرار کر لیتے ہیں۔ جو شخص زیادہ نفع دینا منظور کر لیتا ہے اسے روپیہ دیا جاتا ہے یہ سود ہے یا نہیں؟

جواب : آپ نے جو حالات بیان کیے ہیں یہ شرعاً سود ہے اس کا لینا جائز نہیں۔ اب تک جو روپیہ وصول کیا گیا ہے اسے فقراء پر بغیر ثواب کی نیت سے دینا لازم ہے۔

سوال : امام الصابرین، امام الثقلین، سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر وقناعت کے بادشاہ تھے۔ زہد وتقوی میں یگانہ روزگار تھے۔ عبادت وریاضت اور حلم وصبر میں بے مثل تھے۔ جن لوگوں نے ان پر حملہ کیا وہ فاسق و فاجر تھے یا نہیں؟

جواب : بلاشبہ وہ فاسق وفاجر تھے۔ مستحقِ نارِ جہنم ہیں۔

سوال : بعض لوگ ایسے موجود ہیں جو نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔ نماز جمعہ بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں زکوۃ بھی دیتے ہیں۔ جماعت کی پابندی کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ مسکین پرور اور مہمان نواز بھی ہیں ان خوبیوں کے ساتھ ہی تاش بھی کھیلتے ہیں اور سینما بھی دیکھتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کی نمازیں قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب : تاش کھیلانا اور سینما دیکھنا بہت برا ہے۔لیکن اس کی وجہ سے نماز وغیرہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔ نمازی مسلمان کو ایسی حرکتوں سے پرہیز لازم ہے؟

سوال : ازارہِ کرام مطلع کیجئے کہ نماز اشراق میں کتنی رکعتیں ہیں اور یہ نماز کس وقت پڑھی جاتی ہے؟

جواب : نماز اشراق مستحب ہے۔اس کا عظیم ثواب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص فجر کی نماز با جماعت پڑھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے پھر وہ دو رکعتیں پڑھے تو اسے پورے حج کا ثواب ملے گا۔ یہ نماز فجر کی نماز کے بعد آفتاب بلند ہونے پر پڑھی جاتی ہے۔

سوال : زید نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی عارفہ کو تین طلاق دیدیں۔اب زید اپنی حرکت پر بیحد نادم ہے۔ وہ عارفہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔شرعی حکم سے مطلع کیجئے؟

جواب : مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے نکاح کسی طرح جائز نہیں

سوال : عبدالرزاق نے اپنی خوشدامن سے یہ کہا کہ تمہاری بیٹی زبان دراز ہے اگر تم چاہو تو طلاق لے لو۔اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب : اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

سوال : ۔ایک عورت اپنے شوہر سے اجازت حاصل کئے بغیر اپنے میکے چلی گئی۔مرد نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے صرف ایک بار کہا کہ میں نے تمہیں طلاق دی۔ اس واقعہ کو ایک سال گزر گیا۔اب اس کا شوہر بے حد نادم ہے اور پھر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے؟

جواب : یہ طلاق رجعی ہے۔عدت گزر چکی۔اگر اس کی بیوی نے کہیں اور نکاح نہ کیا ہو تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

سوال : نوید اور عارفہ میاں بیوی ہیں۔کسی بات پر شدید اختلاف رونما ہوا۔ زید نے ذمہ دار لوگوں کی موجودگی میں ایک طلاق دے دیا اب کیا کرنا چاہیئے؟

جواب : اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی۔ زید عدت کے اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے۔اور بعد عدت کے نکاح جدید بغیر حلالہ کے کر سکتا ہے۔

عورتوں جیسا لباس مت پہنو

لال رنگ کا لباس نبی اخرالزماں ﷺ کو ناپسند تھا۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لال رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے اسے مت پہنا کرو۔۔۔۔

میں نے وہ کپڑا جلا دیا۔دوبارہ جب حاضر خدمت ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ لباس کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ نذر آتش کر دیا۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا! عورتوں کو دے دیا ہوتا۔۔وہ رنگین لباس پہن سکتی ہیں۔

اسی طرح حضرت عبد ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دو سُرخ کپڑے پہنے ہوئے حضور ﷺ کے پاس سے گزرا اور سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ سے معافی و بخشش طلب کرنے کا طریقہ

اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

انسان خطا کا پتلا ہے۔ اس لیے لغزشیں سرزد ہو ہی جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات تو انسان گناہ بلکہ گناہ کبیرہ کا مرتکب بھی ہو جاتا ہے لیکن مایوسی ہر حال میں گناہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ دوبارہ وہی گناہ نہ کرے۔

آپ کتنے ہی گناہگار کیوں نہ ہو اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہوں۔ اس کی بارگاہ میں شرمندہ شرمسار عاجزی کے ساتھ سر جھکا دیجیئے۔ توبہ و استغفار ہر دم ہر گھڑی زبان پر جاری رہنا ضروری ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اپنے رب سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ جبکہ نبی ﷺ گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں (دوسری روایت میں سو مرتبہ) ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے: تم زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کیا کرو اس لئے کہ میں خود دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اور درج ذیل فرمان نبوی ﷺ گناہگاروں کے لئے کتنا بڑا سہارا اور اطمینان کا سبب ہے۔ ملاحظہ ہو۔

نبی آخر زماں ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس قادر مطلق کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم اتنی خطائیں بھی کرو کہ ان خطاؤں سے زمین و آسمان بھر جائیں اور پھر بھی تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ۔ جو شخص چاہے کہ قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کر دے تو اسکو کثرت سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ ویسے تو اللہ رب العزت علیم و خبیر ہے۔ دلوں کا حال اس پر خوب عیاں ہے انسان اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہوئے اللہ سے گناہوں کی معافی چاہے تو اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ وہ بے شک معاف کر دیتا ہے لیکن کچھ طریقے اور کچھ دعائیں ہمیں اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی بتائی ہیں۔ جو یقیناً طلب و مغفرت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

مستقل ورد کے لئے یہ ایک بہترین وظیفہ ہے اس کا ورد ہر وقت ہر لمحہ کیا جا سکتا ہے۔ بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود کے ساتھ ایک تسبیح کا معمول بنا لیا جائے تو معافی و بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔

ترجمہ: میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور آسمان و زمین کو قائم رکھنے والا میں اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ان کلمات کو صدق دل سے پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے گا اس کی مغفرت کی جائے گی۔ اگرچہ وہ میدان جہاد ہی کیوں نے بھاگا ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسری روایت میں ہے کہ اگر چہ اس کے گناہ سمندروں کے جھاگوں کے مانند بے شمار ولا تعداد ہوں۔

بزرگان دین نے اسی وظیفے کو اپنا مستقل معمول بنالیا ہے بعد نماز عشا ہر روز ایک تسبیح ایسے وقت میں پڑھی جائے کہ اس کے بعد نیند آجائے اور اگر نیند نہ آئے تو کوئی گفتگو نیند آگے تک نہ کرے تو یہ بہترین عمل ہے۔

ترجمہ: اے میرے رب! تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بہت بڑا مہربان ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ ایک ایک مجلس میں ہم رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارکہ سے مذکورہ بالا کلمات کو سو سو مرتبہ شمار کرلیا کرتے تھے گویا اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا یہ معمول تھا کہ اپنے رب سے توبہ و استغفار ان کلمات کے مسلسل ورد سے طلب فرماتے تھے۔ چوبیس گھنٹے میں ایک تسبیح کسی بھی نماز کے بعد پڑھ لینا گناہوں کی معافی و بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۴) ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں روتا پیٹتا حاضر ہوا ہائے میرے میرے گناہ ، ہائے میرے گناہ آپ ﷺ نے اس شخص کو ایک دعا تعلیم فرمائی۔ اس شخص نے اسی طرح دو دعا مانگی آپ ﷺ نے فرمایا: ۔ دوبارہ کہو اسی نے دوبارہ یہی دعا پڑھی آپ ﷺ نے فرمایا:

سہ بار کہو اس نے تیسری مرتبہ یہی دعا پڑھی اس کے بعد آپ نے فرمایا اٹھ جاؤ! اللہ نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں:۔

ترجمہ: اے اللہ تیری مغفرت میری گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت کی مجھے بہت زیادہ امید ہے۔

اس دعا کو ہر نماز کے بعد کم از کم تین مرتبہ ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ اللہ تعالی مغفرت فرمائے گا۔

توبہ کا طریقہ:

جب بھی تم سے کوئی خطا ہو جائے یا گناہ ہو جائے اور اللہ توبہ کی توفیق دے تو دل کی گہرائیوں سے ندامت کا اظہار کرو اور شرمندگی کے عالم میں دونوں ہاتھ بارگاہ رب العزت میں پھیلاؤ اور کہو:

ترجمہ: اے میرے رب! میں تیرے سامنے اس خطا یا گناہ سے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ پھر کبھی یہ (خطا یا گناہ) ہرگز نہیں کروں گا۔

خاص توجہ طلب بات یہی ہے کہ بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا بندے کا اپنے رب سے مذاق ہے جو اسے نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہو تو اس کے غضب سے بھی ڈرتے رہو۔

بشریت گناہ سرزد ہوں تو توبہ و استغفار دل کی گہرائیوں سے کرو۔ ہر گناہ کے بعد توبہ کرو۔ اس عمل کو جاری رکھو زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھو لیکن جان بوجھ کر گناہ کرو اور دل میں یہ سوچتے ہوئے گناہ کرو کہ گناہ کے بعد توبہ کرلوں گا یہ خود اپنے ساتھ بڑا ظلم ہے۔ بیشک اللہ غفور الرحیم ہے وہ توبہ قبول کرنے والا اور سچے دل سے توبہ کرنے والے کو بخش دینے والا ہے لیکن خود سوچئے کہ ہمارا اپنا یہ عمل کہ بار بار گناہ کریں بار بار معافی مانگیں درحقیقت اخلاص نیت اور خدا خوفی کے خلاف ہے۔ توبہ کا جو طریقہ ابھی درج کیا گیا ہے اس کے متعلق فرمان نبوی ﷺ ہے کہ: جو شخص اس

طرح توبہ کرے گا اس کا گناہ بخش دیا جائے گا۔ بشرطیکہ دوبارہ وہی گناہ نہ کرے۔ شرط کو ایک بار اور ملاحظہ فرمالیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سرکشی سے بچائے کہ گناہوں پر اصرار ہو۔ بعض لوگوں کو بڑے فخر سے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ واقعی انھیں محفوظ رکھے آمین۔ کاش یہ لوگ گناہ کی حقیقت کو سمجھ سکتے! کفران نعمت بھی گناہ ہے۔ جو نعمتیں میسر ہیں ان کا شکر ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

احسان کر کے جتانا اور کسی کے احسان کو تسلیم نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ ماں باپ کو دکھ پہنچانے کا تو ذکر ہی کیا اگر ان کو سکھ پہنچانے میں کوتاہی کی ایک تو یہ بھی گناہ ہے۔ اپنے ماتحت اور وہ لوگ جن کی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے ان کے حقوق ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے جس طرح قدم قدم پر ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے اسی طرح انسان اکثر اوقات غیر محسوس اور غیر ارادی طور پر بھی گناہ کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اوروں کو تو چھوڑیئے خود اللہ کے محبوب بہ کثرت استغفار پڑھا کرتے تھے۔ گھنٹوں سجدے میں سراقدس ہوتا اور بارگاہ خداوندی میں آنسوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے معافی و بخشش طلب فرماتے تھے۔

برادران عزیز! ہر دم ہر لمحہ ہر گھڑی ہر سانس ہر آن استغفار پڑھا کرو۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کیا کرو۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے اس کی بارگاہ میں عاجزی سے سر جھکا کر تو دیکھو دریائے رحمت جوش میں آجاتا ہے بخشش و عطا کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہاں بھلا کس چیز کی کمی ہے۔ طلب صادق شرط ہے۔ خلوص نیت اور قبولیت کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

نماز اطاعت یا بغاوت کا ثبوت ھے

ہر حکمراں اور محکمہ کے اصول و قواعد ہوتے ہیں جن کی خلاف ورزی قابل سزا ہوتی ہے جیسے محکمہ تعلیم تعلیمی سال میں زیادہ غیر حاضر رہنے والے طالب علم کا سالانہ امتحان کے لئے داخلہ نہیں بھیجتا اور اس کی سال بھر کی محنت اور پڑھائی ضائع جاتی ہے۔ اسی طرح احکم الحاکمین کا حکم ہے کہ میرے دربار میں روزانہ پانچ وقت حاضری دے کہ اطاعت شعاری کا ثبوت دیں اور مشرک نہ بنیں۔ بغاوت نہ کریں ورنہ۔

☆ جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقہ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

☆ بے نمازی کی دعا قبول نہ ہوگی۔ (الحدیث)

☆ بے نمازی کی قبر تنگ کردی جائے گی۔ (الحدیث)

☆ آخرت میں بڑی سختی سے حساب لیا جائے گا۔ (الحدیث)

شیطان صرف حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بناء پر قیامت تک کے لئے ملعون و مردود ہوا اور روزانہ نماز نہ پڑھنے والا اپنے حشر کا خود اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس لئے نماز کی پابندی کر کے اطاعت شعاری کا ثبوت دیں بے نماز بن کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

میں خدا سے ہمکلام تھا

عارف دہلوی مرحوم

زمانے کے انداز جس تیزی سے بدلے ہیں وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ’سیلاب مکروفریب نے جس طرح عقل وخرد کو شکار کیا ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔حق وانصاف کے علمبرداروں کی راہ میں دل وفریب کا طوفان جس طرح حائل ہوا وہ بھی سامنے ہے۔ پاکستان ہی نہیں پورے عالم اسلام میں دین حق کی سربلندی کیلئے کام کرنے والوں کی راہ جتنی کٹھن ہوچکی ہے اس کا اندازہ کرنا بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔قدم قدم پر اسلامی اقدار جس طرح پامال کی جارہی ہیں اورشیطنت جس طرح سرعام رقصاں ہے اور اللہ کے بندے جتنی کٹھن آزمائشوں میں مبتلا ہیں’ ان حقائق سے میں سمجھتاہوں ہر دردمند دل پوری طرح واقف ہے۔

یہ تمام حالات سامنے ہوں تو اس پر یقین وایمان رکھنے کے باوجود کہ مایوسی گناہ ہے’ مایوسی کا شکار ہوجانا کچھ زیادہ تعجب کی بات نہیں۔ایک روز مجھ پر کچھ عجیب سی کیفیت طاری تھی میں خدا سے ہمکلام تھا:۔خداوند! پوری دنیا کا مسلمان بے بسی وبے کسی کے کربناک عالم میں مبتلا ہے، ہر جگہ اغیار چھائے چلے جارہے ہیں’ عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں ہیں، تیرے باغی دنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار ہیں اور تیرے حامی’ ناکامی اور مایوسی کے بوجھ تلے دبے چلے جارہے ہیں۔

خدایا! دنیا جہان کے مصائب کیا صرف مسلمانوں ہی کا مقدر بن کررہ گئے ہیں ہم تیرے حضور دست بدعا ہوتے ہیں تیری مدد ہم تک نہیں پہنچتی ، یہ مانا کہ ہم گنہگار ہیں’سیہ کار ہیں لیکن دل میں تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی محبت رکھتے ہیں’ اسلام کا درد دل میں موجود ہے لادین عناصر کی سرگرمیاں دیکھ کر دل تڑپ اٹھتا ہے اگر ہمارا ظاہر مسلمان نہیں باطن تو بہرحال مسلمان ہے ہم اسلام کی سربلندی چاہتے ہیں’ دشمنان اسلام کو ذلیل رسوا دیکھنا چاہتے ہیں

مولا ہم پر رحم کر’ ہماری مدد فرما! آمین!“

ندا آئی غیب سے ندا آئی:۔

”ہم سے زیادہ مسلمانوں کے بے بسی وبے کسی کو جاننے والا کون ہوسکتا ہے؟ تم جن مصائب سے دوچار ہو وہ تو تمہارے اپنے لائے ہوئے ہیں’ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔

ہم نے تو اس دنیا میں تمہارے ارگرد بیشمار عبرت کے سامان بکھیر رکھے ہیں’ لیکن تم ہو کہ آنکھیں بند کئے تباہی کی طرف دوڑے چلے جارہے ہو۔ تم اپنے مرکز اسلام سے ہٹ گئے ہو،ظاہر ہے کہ بھٹکتے رہو گے اور بالآخر تباہ ہوجاؤ گے اور تمہاری اس تباہی کی ذمہ داری خود تمہارے سر ہوگی تمہاری خودسری وسرکشی کا عالم تو یہ ہے کہ ہم جو حکم دیتے ہیں تم اس پر عمل کرنے کی بجائے اسکے برخلاف چلتے ہو، لاکھ دعائیں مانگو سب بیکار ہے ’ بالکل اس مریض کی طرح ہوگئے ہو جو ڈاکٹر سے جادو اثر دوا کی تو خواہش رکھتا ہے لیکن جن جن چیزوں سے ڈاکٹر پرہیز کے لئے کہتا ہے’ ان سب کا استعمال بھی جاری رکھتا ہے۔بدپرہیزی جاری ہو تو دوا کیا اثر کرے گی؟ فائدے کے بجائے نقصان ہوگا موت قریب آتی جائے گی’ اور اس موت

کی ذمہ داری ڈاکٹر پر نہیں مریض پر ہوگی' لاکھ دعائیں مانگو کچھ نہ پاؤ گے تمہاری بدعملی اور بے راہ روی تمہیں تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔

دعائیں بھلا کیا کام دیں گی؟ تمہیں تو تباہ ہونا ہے' اس لئے کہ تم برائیوں سے بچنے کے بجائے انہیں فخر کے ساتھ اپناتے ہو اور نیکیوں کو اپنانے کے بجائے نیکیوں سے نفرت کرتے ہو نیک لوگوں کا تمسخر اڑاتے ہو ہم تم سے کہتے ہیں۔

''تم اپنے پروردگار پر بھروسہ کرو'' (سورۃ شوریٰ)

تم اپنے ہی جیسوں پر بھروسہ کرتے ہو ہم کہتے ہیں۔

''گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرو'' (القرآن)

تم اعلانیہ گناہ کرتے ہو بے حیائی اختیار کرتے ہو اور پھر دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہو۔ ہم کہتے ہیں

''خدا کی راہ میں خرچ کرو'' (القرآن)

تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اپنے عیش و عشرت پر اور بے حیائی کے کاموں پر خرچ کرتے ہو۔ ہم تم سے کہتے ہیں:

''کسی پر ظلم نہ کرو'' (القرآن)

تم قدم قدم پر ظلم ڈھاتے ہو' غریبوں کو تنگ کرتے ہو، ہم نے قرآن کی بارہ مختلف آیات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک، نیکی اور خدمت و اطاعت کی تمہیں تاکید کی' قرآن اٹھا کر دیکھ لو' توحید کی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ اطاعت والدین کا ہم نے بار بار ذکر کیا ہے۔ ذرا غور کرو اپنے والدین کے ساتھ تمہارا سلوک کیا ہے؟ ہم نے واضح طور پر حکم دیا:

''ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو اُن کو اُف بھی نہ کہنا اور نہ ان پر خفا ہونا اور ان سے ادب سے بولو اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے جھکا دو اور کہو کہ اے میرے پروردگار تو ان پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا''۔ (بنی اسرائیل)

ہم نے تم کو حکم دیا:۔ ''جب ناپ کرو تو پیمانہ پورا بھر کر دو اور جب تولو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے''۔ (سورۂ بنی اسرائیل ۱۷۔۳۵)

لیکن تم میں جتنے تمہارے پیشہ ہیں ان کی اکثریت کا طرز عمل کیا ہے۔؟ تجارت میں بے ایمانی، بددیانتی، ذخیرہ اندوزی۔ ملاوٹ اور جھوٹ کتنا عام ہے ہر شخص جانتا ہے۔

ہم نے دوٹوک انداز میں تم سے کہا کہ ''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور کیلئے بڑا عذاب ہے۔'' (سورۂ نساء ۹۲)

لیکن تم ہو کہ قتل و غارتگری کو شعار بنا رکھا ہے ظلم و بربریت عام ہے لوٹ کھسوٹ کو تم نے فن قرار دیدیا ہے۔

ہم نے اپنی آخری کتاب کی سورہ مائدہ میں تم کو یوں مخاطب کیا کہ ''تمہیں کسی دوسری قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم کو انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھو۔ انصاف کرو یہی پرہیزگاری کی بات ہے۔''

لیکن ذرا غور کرو کہ تم نے ہماری کسی بات پر عمل کیا؟

ہم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو تمہاری رہنمائی کے لئے بھیجا' اور پیغام بھیجا کہ تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا گیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا ہے۔ قیامت تک تمہارے پاس میری ہدایت لے کر اب کوئی نہیں آئے گا۔ اسلئے کہ ہم نے قیامت تک کے ہر نوع کے مسائل اور ان کا حل اور تمہارے لئے راہِ ہدایت پیش کردی ہے۔ لیکن ذرا غور کرو کہ تم کس

راہ پر جا رہے ہو۔؟

تم نے اسلام کو پس پشت ڈال کر اپنے لئے نئے ازم اور نئے نئے نظریات تلاش کر لئے ہیں۔ جبکہ ہم نے تمہیں صاف طور پر بتادیا تھا کہ: ''جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طلبگار ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا''۔ (آل عمران ۳۔۸۵)

تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو گلے لگانا شعار بنایا، تم آج ہماری تعلیمات کو چھوڑ کر ان لوگوں کی تعلیمات کو اپنا رہے ہو جو گمراہ ہیں جو اپنے ہی جیسے انسان کو تو خدا ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن جس نے دنیا جہاں کی نعمتیں ان کو دیں اُسے خدا مانتے ہوئے عار محسوس کرتے ہیں، ایک کے آگے جھکنے میں انھیں قدامت پرستی نظر آتی ہے لیکن ہزار اپنے جیسے خود تراشیدہ خداؤں کے آگے جھکنا انھیں عین جدت پسندی محسوس ہوتی ہے۔ ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے تم سے کہا:۔

تین باتیں ایمان کا جز ہیں۔

(۱) مفلسی میں بھی خدا کی راہ میں دینا۔

(۲) دنیا میں امن وسلامتی پھیلانا

(۳) اپنے نفس کے مقابلے میں بھی انصاف کرنا۔ (الحدیث)

ہم پوچھتے ہیں کہ تم نے تینوں باتوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کیا؟

میرے نبی علیہ السلام ﷺ نے تمہیں واضح طور پر بتادیا کہ:

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسکو گالی دے جو اپنے کسی بھائی کی مدد میں ہوگا تو خدا اس کی مدد میں ہوگا اور جو کسی مسلمان کی کسی مصیبت کو دور کرے گا تو خدا اس کی مصیبت کو دور کرے گا ۔'' (الحدیث)

تم اپنے رب سے شکوہ کرنے تو بیٹھ گئے ہم پوچھتے ہیں کہ تم نے ہماری کون سی بات مانی؟ آج تم ایک دوسرے کے لیے مصیبت بنے ہوئے ہو ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہو۔ ایک دوسرے کی تباہی کے درپے ہو اور چاہتے ہو کہ تم پر رحم کیا جائے' تمہاری مصیبتیں دُور کی جائیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف ذرا سی بات ہو جائے تو اولاد کو مارتے ہو حتیٰ کہ عاق کر دیتے ہو' بیوی کو نشانہ ظلم بناتے ہو حتیٰ کہ طلاق دیتے ہو' اپنے نوکروں اور ملازموں پر ظلم ڈھاتے ہو حتیٰ کہ نکال باہر کرتے ہو' لیکن کبھی سوچا کہ جس نے تمہیں پیدا کیا، عقل وشعور بخشا قوت وتوانائی عطا کی دنیا جہان کی نعمتیں عطا فرمائیں اور جو بلاشبہ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے تمہارا چراغ حیات گل کردے ایسی عظیم ہستی سے تم مسلسل بغاوت کیے جا رہے ہو؟

تم خود سوچو' تمہارے لئے کم از کم سزا کیا ہوسکتی ہے؟ ہماری کتاب مقدس پر غور وفکر کرو۔

قیامت تک کے انسانوں کے لئے یہ ایک منشور ہے سب کیلئے راہِ ہدایت ہے ہم نے ہر ایک کے حقوق کا تعین کیا لیکن تم نے حقوق کو غصب کرنا اپنا شعار بنالیا۔

تمہاری سرکشی جس حد کو پہنچ چکی ہے اسکا تقاضا تو یہی ہے کہ تم پر ایسا عذاب نازل ہو کہ تم آنے والوں کیلئے عبرت بن کر رہ جاؤ' لیکن ہماری مصلحتوں اور ہماری ڈھیل کو تم نہیں سمجھ سکتے۔

تمہارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ تم نے اپنے طرز عمل سے اسلام کو بدنام کیا بیسویں صدی کو جو لوگ عقل وشعور کی صدی کہتے ہیں ہم عقل وشعور کے کتنے اندھے ہیں کہ تمہاری بداعمالیوں' سرکشیوں اور بدکرداری کو دیکھ کر تمہیں تو لعن وطعن نہیں کرتے اسلام میں میخ نکالتے ہیں تمہاری کمزوریوں

WWW.NAFSEISLAM.COM

کو اسلام کی کمزوریاں کہتے ہیں۔

یہ تم ہو جنھوں نے اسلام کو رسوا کیا، تم سوچو ذرا تنہائی میں بیٹھ کر اپنا محاسبہ کرو، شاید تمہیں خود شرم آجائے، تم اپنی ذات پر سوچو کہ اسے کس حد تک خدا کا تابع بنایا ہے پھر ذرا یہ سوچو کہ تم اپنی اولاد کو کس راستے پر لئے چلے جارہے ہو۔ بس اتنا یاد رکھو کہ:۔

بلاشبہ دوزخ گھات میں ہے، سرکش کا ٹھکانا ہے جہاں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ ان کو ٹھنڈک کا لطف ملے اور نہ پینے کا مزہ آئے گا۔ سوائے کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے' یہ ہے ان کا بدلہ جو ان کے کرتوتوں کے عین مطابق ہے یہ لوگ وہ ہیں جنھیں (آخرت کے)حساب و کتاب کی کوئی توقع ہی نہ تھی یہ ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے۔ ہم نے ہر بات کا صحیح صحیح اندازہ کرکے اسے لکھ رکھا ہے (اسی بنیاد پر کہا جائے گا کہ لوگو! آج مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے چلے جائیں گے''۔

(پارہ ۳۰۔ سورۃ النباء آیت ۲۱ تا ۳۰) اور ہاں! ذرا:۔

''اس دن کی ہولناکیوں کا تصور کرو جب زمین پر ایک سخت ہلا دینے والا بھونچال آئے گا۔ اس کے بعد ایک اور آئے گا، اس دن لوگوں کے دل ڈر کے مارے سہمے ہوں گے اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ (آج یہ انکار کرنے والے) کہتے ہیں کہ کیا ہم پھر الٹے پاؤں لوٹیں گے؟ بھلا جب کھوکھلی ہڈیاں ہوجائیں گے (تو پھر کیا دوبارہ زندہ کئے جائینگے؟) انھوں نے کہا (کہیں اگر ایسا ہوا) تب تو بڑا نقصان ہوگا (یہ چاہے جو باتیں بنائیں لیکن قیامت کا آنا ضروری ہے اور) وہ ایک ڈانٹ ہوگی اس کے بعد وہ سب ایک میدان میں ہوں گے۔ (سورہ النزعت پارہ ۳۰۔ آیت ۶۔۱۴)

غیب سے جو صدا آرہی تھی وہ بند ہوگئی سناٹا چھا گیا! بس صرف میرے دل کے دھڑکنے کی صدا آرہی ہے۔ جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ میں اگرچہ تمہارے جسم میں ہوں لیکن تابع اپنے رب کا ہوں۔ وہ اگر حکم دے تو ابھی ڈھرکنا بند کردوں اور تمہارا ساغر اور تمہاری سرکشی خاک میں مل جائے اور یہ سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے جسکے لئے تم خدا کے باغی بن گئے ہو۔ یہ میرے دل کی صدا تھی میرا ضمیر مجھے ملامت کررہا تھا، واقعی میں مجرم ہوں خدا کا باغی ہوں باغی جس سزا کا مستحق ہے وہی سزا مجھے ملنی چاہیئے۔ لیکن رب العالمین کا یہ سراسر کرم ہے کہ اس نے ابھی گرفت نہیں کی غیب سے پھر صدا آئی۔

''جب آسمان پھٹ جائے گا' جب تارے بکھر جائیں گے' اور جب سمندر بے قابو ہوجائیں گے' اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی (اسوقت) ہر شخص جان لے گا کہ اس نے کون سے ایسے کام کئے جن کا پھل اسے قیامت میں ملے گا' اور کون سے کام ایسے کئے جو دنیا ہی کے لئے تھے اور جو دنیا ہی میں رہ گئے''

(سورۃ انفطار۔ پارہ۔۳۰۔ آیت ۱ تا ۵)

میں کانپ کر رہ گیا' میری ہمت جواب دے گئی' میری قوت سماعت مفلوج ہوگئی۔ بس سائیں سائیں کی آوازیں کانوں میں آرہی تھیں میں خود اپنی نظروں میں ذلیل تھا۔ ذلت میں نے خود ہی مول لی تھی، اپنے محور یعنی اسلام سے ہٹ کر میں بھٹک رہا تھا، ایک عزم ایک ولولے اور ایک فیصلے کے ساتھ اٹھا، اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوگیا، پھر صدا آئی۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

پیامِ سرکارِ دو عالم ﷺ

سید صلاح الدین احمد ساقی

فضیلت دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور دو عالم ﷺ مسجد نبوی میں رونق افروز تھے۔ اور اصحاب کا ہجوم تھا کہ ایک شخص نے دعا کی اہمیت اور فضیلت دریافت کی۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ اللہ جل شانہ کے نزدیک دعا سے زیادہ باعظمت اور کوئی چیز نہیں۔ ہر نبی نے اپنی مخصوص دعا کے مانگنے میں جلدی کی ہے مگر میں نے اپنی دعا کو چھپا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور میری دعا پہنچنے والی ہے اس اُمتی کو جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔

روایت ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی اثر آفریں تقریر سے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے دل اس طرح ہل جاتے تھے جس طرح پھولوں کی پنکھڑیاں بادنسیم کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں۔ شہنشاہ کونین ﷺ نے دعا کی فضیلت اور اہمیت پر کے بارے میں ارشاد فرمایا بیشک بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب تک وہ گناہ کی دعا نہیں مانگتا اور جب تک وہ جلدی نہیں کرتا۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ حضور ﷺ جلدی سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا جلدی سے یہ مراد ہے کہ دعا مانگنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا مانگی لیکن وہ قبول نہیں کی گئی اور اس کے بعد وہ مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔ اس کے بعد فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو اس طرح نہ مانگے کہ اے اللہ بخش دے مجھے اگر تو چاہے اور اے اللہ مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے اور اے اللہ رزق دے اگر تو چاہے دعا مانگنے کا یہ طریقہ غلط ہے جب تم میں سے کوئی اللہ تعالی سے دعا مانگے تو یقین کامل اور عزم کے ساتھ مانگے۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تعالی جو کچھ عطا فرمانا چاہتا ہے تو اسے عطا کرنا اس کے لئے دشوار نہیں ہے۔ صرف وہ بندے کی آزمائش کرتا ہے اور جو اس کی آزمائش میں پورا اترتا ہے پھر دنیا جہان کی نعمتیں اس کی ٹھوکروں میں ہوتی ہیں۔

حضور سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے سوال کرنے پر فرمایا۔ بددعا نہ کرو اپنی اولاد اور مال کے لئے کیونکہ ممکن ہے کہ بددعا کی ساعت وہی ساعت ہو جو قبولیتِ دعا کے لئے ہے اور ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا بھی قبول کر لی جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، دعا عبادت ہے اور اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ وَقَالَ ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا۔

اس کے بعد فرمایا "اللہ تعالی سے فضل مانگو کیونکہ حق سبحانہ تعالی مانگنے کو بہت پسند فرماتا ہے جو شخص اللہ تعالی سے سوال نہیں کرتا حق

تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے پھر فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تختی کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے اسے چاہیئے کہ وہ فراخی خوشحالی اور آسودگی کے وقت میں کثرت سے دعا مانگے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اس امر کا یقین کر کے وہ ضرور قبول فرمائیگا اور اس بات کو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل قلب کی دعا قبول نہیں کرتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کرنے پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہارا پروردگار بہت حیادار ہے بغیر مانگے دینے والا ہے اور حیا کرتا ہے اپنے بندے سے جبکہ وہ ہاتھ اٹھا کر التجا پیش کرتا ہے کہ خالی پھیر دے ان ہاتھوں کو۔ اس کے بعد فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی یعنی ضرور قبول کی جاتی ہے۔ ایک تو روزہ دار کی دعا اس وقت جب کہ وہ روزہ افطار کرے۔ دوسرے عادل کی دعا اور تیسرے مظلوم کی دعا۔ اس کے بعد ذکر الٰہی کے سلسلہ میں سوالات کیے گئے۔ رحمت عالم علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں بیٹھتی کوئی جماعت ذکر الٰہی کے لئے مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں اسے فرشتے اور چھا جاتی ہے اس پر رحمت حق۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستے میں ان کو تلاش کرتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہیں وہ فرشتے آجاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ تو پروردگار عالم ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہے فرماتا ہے۔ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں اے رب: تیری حمد و ثناء تقدیس و بزرگی بیان کر رہے تھے۔ پھر حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا پروردگار ارشاد فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اے رب! اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت عبادت کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں رب کریم دریافت فرماتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں ارشاد ہوتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تب ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو زیادہ تر جنت کی آرزو کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہی نہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے اگر دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ خوف زدہ رہتے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو گواہ رہو میں نے ان کو بخش دیا۔ یہ سن کر ایک فرشتہ ان فرشتوں میں سے کہتا ہے۔ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا۔ کسی کے لیے آیا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان کے قریب بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

آپ اپنی پریشانیوں کا علاج خود کر سکتے ہیں

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

آج کا دور نہایت پر آشوب ہے۔ ہر انسان بے شمار مصائب و مسائل کا شکار ہے آپ کو اگر دوسروں کے دُکھڑے سننے کا موقع ملے تو آپ حیران ہو جائیں لیکن ساتھ ہی آپ کو یہ اطمینان بھی ہوگا کہ صرف آپ کے ہی مسائل نہیں بلکہ آپ سے کہیں زیادہ دوسرے مسائل کا شکار ہیں۔ پریشانیاں صرف آپ کو ہی گھیرے ہوئے نہیں بلکہ دوسرے بھی پریشانیوں میں گرفتار ہیں دوسروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہوتا ہے کہ اپنا دکھ ہلکہ ہو جاتا ہے میرے پاس ایسے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے جو اپنے دکھ، اپنے مسائل اپنے مصائب اپنی مشکلات لے کر آتے ہیں اور ظاہر یہی کرتے ہیں کہ دنیا میں ان سے زیادہ دکھی کوئی نہیں ہے۔

اللہ کے کلام میں بڑی برکت ہے بزرگان دین سے جو کچھ مجھ تک پہنچا وہ میں جس کو بھی بتاتا ہوں میرے مولا کا کرم ہے کہ وہ عزت رکھتا ہے اور اپنے کلام کی برکت سے میرے پاس آنے والوں کے بگڑے کام بنا دیتا ہے ان کے مسائل حل کر دیتا ہے۔ آج کی گفتگو میں میں نے اس مسئلے کو اس لئے چھیڑا ہے کہ چند اہم اور بنیادی باتیں آپ لوگوں کو اور آپ کے ذریعہ دوسرے بہت سے لوگوں کو بتا سکوں۔

پہلی بنیادی بات یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ ہر عمل اپنے سے پہلے کسی عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ اپنے ہر عمل کو ردعمل سمجھتے ہوئے تلاش کیجئے کے یہ آپ کے کسی عمل کا ردعمل ہے اگر یہ عادت آپ نے ڈالی تو آپ کے ہاتھ سے اور آپ کی ذات سے کسی کو کبھی تکلیف نہیں پہنچے گی آپ کی شخصیت ایک فیض رساں شخصیت ہو جائیگی آپ کو ہمیشہ احساس رہے گا کہ میں وہ کام نہ کروں جو نتیجتاً میرے لئے نقصان دہ ہو۔ آپ نے اکثر بزرگوں سے سنا ہوگا۔ کر بھلا ہو بھلا جیسا کروگے ویسا بھروگے جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے عرف عام میں آپ انہیں محاورے کہتے ہیں لیکن سچ پوچھیں تو ان محاوروں میں یہی حقیقت پوشیدہ ہے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اور ردعمل ہمیشہ ہوتا ہے۔

> ہر اچھے عمل کا ردعمل بھی اچھا ہوتا ہے اور ہر بُرا عمل ایک بُرا ردعمل پیدا کرتا ہے اگر آپ ذاتی محاسبہ کی عادت ڈال لیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں تو اپنا علاج خود کر سکتے ہیں

حدیث مبارکہ ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا غور کریں تو اس میں بھی یہی حقیقت پوشیدہ ہے اگر تم رحم

WWW.NAFSEISLAM.COM

میرے پاس گزشتہ دنوں ایک خاتون آئیں اور اپنا دُکھڑا سنایا کہ انہوں نے اپنی بچیوں کو لکھایا پڑھایا خوب جہیز دے کر اچھی جگہ شادیاں کیں لیکن بچیوں کا طرز عمل ان کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ میں کس حال میں ہوں پلٹ کر پوچھتی بھی نہیں اور میں ہوں ممتا کی ماری کہ ان کی محبت میں مری جا رہی ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سسرال والوں نے کچھ تعویز گنڈا کر کے مجھے سے بدظن کر دیا ہے۔

شاہ صاحب! آپ کے پاس سے میں کبھی مایوس نہیں لوٹی کوئی ایسا تعویز دیجئے کہ بچیاں مجھ سے محبت کریں۔ میرے گھر آئیں اور میری خیر خبر رکھیں۔

میں نے ان خاتون سے پوچھا کہ تمہاری والدہ حیات ہیں عجیب بیزاری کے عالم میں بولیں ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

میں نے حیرت سے پوچھا ''کیا مطلب؟''

بولیں۔ گزشتہ سال ان پر فالج گرا تھا۔ جب سے پلنگ پر پڑی ہیں میری چھوٹی بہن کے گھر ہیں۔

میں نے ان خاتون سے پوچھا:۔ ایک بات بتاؤ تمہاری چھوٹی بہن کی بھی بچیاں ہوں گی؟ بولیں کے ہاں! چار بچیاں ہیں اور چاروں کی شادیاں ہو چکی ہیں''۔

میں نے پوچھا کہ ان بچیوں کا اپنی ماں کے ساتھ طرز عمل کیسا ہے فرمانے لگیں ''یہی تو میرے لئے دکھ کی بات ہے کہ اسکی بچیاں تو اپنی ماں پر جان چھڑکتی ہیں۔ ہر وقت خدمت میں لگی رہتی ہیں میری بچیوں کو میری پرواہ بھی نہیں۔ میرے ان سوال و جواب سے آپ خود بھی اندازہ کر چکے ہوں گے کہ میں کس نتیجے پر پہنچا تھا اور ان محترمہ کا اصل مسئلہ کیا تھا۔ بات واضح ہو چکی تھی کہ یہ خاتون اپنی ماں سے بدسلوکی کی مرتکب ہوئی تھیں کہ ان کی خدمت کی بجائے اس فکر میں تھیں کہ ان کی بچیاں ان کی خدمت کیوں نہیں کرتیں۔ جس ردعمل کے لئے وہ مجھ سے تعویز لینے آئی تھیں اس کا عمل یہ تھا کہ اپنی ماں کی طرف سے لاپرواتھیں پھر ان کی بچیاں یہی عمل کیوں نہ دہراتیں اس کے برعکس ان کی چھوٹی بہن اپنی ماں کی خدمت میں مصروف تھی اس کے اسی عمل کا ردعمل یہ سامنے آیا کہ اس کی چاروں بچیاں اس کی خدمت میں شب و روز مصروف تھیں۔ میں نے آج کی گفتگو میں جو عنوان دیا کہ ''آپ اپنی پریشانیوں کا علاج خود کر سکتے ہیں'' غلط نہیں دیا ہے۔ ہر اچھے عمل کا ردعمل بھی اچھا ہوتا ہے اور ہر بُرا عمل ایک بُرا ردعمل پیدا کرتا ہے اگر آپ ذاتی محاسبہ کی عادت ڈال لیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں تو اپنا علاج خود کر سکتے ہیں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ان خاتون کو میں نے نصیحت کی کہ وہ اپنی مفلوج ماں کا علاج کرائیں اور جتنی ان کی خدمت کر سکتی ہیں کریں۔ ان کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔ ان کے لئے دعا بھی کی انہیں تعویز بھی دیا لیکن یہ اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا کہ ماں کی خدمت کرو گی تو تمہاری بیٹیاں اپنی ماں یعنی تمہاری خدمت لازمی کریں گی۔ آپ یقین کیجئے کہ صرف ایک ماہ کے اندر ان خاتون نے اپنا مسئلہ خود حل کر لیا اور اپنی پریشانی کا خود علاج کر لیا، اپنی ماں کو اپنے گھر لے آئیں

اور اپنی بچیوں کو بھول کر ماں کی خدمت میں شب و روز مصروف ہوگئیں اللہ نے کرم فرمایا ان کی بچیاں ان کی خدمت کے لئے بیتاب رہنے لگیں۔ اسی طرح ایک صاحب میرے پاس آئے ان کی ایک معقول رقم ایک صاحب لے کر بیٹھ گئے ایک ماہ کے وعدہ پر لی تھی ایک سال سے اوپر ہوگیا لیکن رقم واپس کرنے کو تیار نہیں انہیں بھی تعویز چاہیئے تھا۔ میں نے انہیں رقم کی جلد واپسی کا تعویز بھی دیا۔ دعا بھی کی لیکن ساتھ یہ بھی پوچھ لیا کہ انہوں نے تو کسی کو رقم نہیں دینی فوراً بولے شاہ صاحب پریشانی تو یہی کہ میں نے ایک صاحب سے تو لینا ہے لیکن چار صاحبان کا دینا ہے اگر یہاں سے ملے تو میں دوں۔ یہ بات وہ پہلے ہی بتا چکے تھے کہ ایک ماہ کے وعدے پر رقم لینے والے نے ایک سال گزر جانے کے باوجود نہیں دی گویا ان کی رقم پھنسے ہوئے ابھی ایک سال گزرا ہے۔ میں نے باتوں باتوں میں پوچھا کہ جن کی تم نے رقم دینی ہے ان کی واقعی تمہیں فکر ہوگی۔ یقیناً تم نے بھی ان سے وعدہ کیا ہوگا۔ جواباً بولے بالکل! وہ تو یوں کہیے کہ بہت شریف لوگ ہیں کوئی اور ہوتا تو عزت خاک میں مل جاتی۔ ایک صاحب کی رقم کو تین سال گزر چکے ہیں دوسرے کی رقم کو ڈیڑھ سال ہوگیا ہے۔ اور وہ تو اتنے شریف ہیں کہ چار پانچ سال گزر جانے کے بعد ان کے ماتھے پر بل بھی نہیں آتا بلکہ اب تو مانگتے بھی نہیں آپ نے خود اندازہ کرلیا ہوگا کہ نقشہ کیا ہے صورتحال یہ ہے کہ ان صاحب نے چار آدمیوں سے قرضہ لے کر انہیں کئی سال گزر جانے کے بعد بھی نہیں لوٹایا تھا۔ یہ ان کا عمل تھا۔ ردعمل یہ ہوا کہ ایک صاحب ان کی معقول رقم لے کر بیٹھ گئے اب بتایئے یہاں دم درود اور تعویز یا دعائیں کیا کام کریں گی۔

جب تک یہ حضرت اپنا محاسبہ کرکے اس عمل کو درست نہیں کریں گے جس کا یہ ردعمل سامنے آیا ہے میں نے انھیں سمجھایا کہ وہ سچے دل سے یہ عہد کرلیں کہ جن لوگوں کا دینا ہے پہلی فرصت میں دوں گا انشاء اللہ تمہاری ڈوبی ہوئی رقم بھی لوٹ آئے گی۔ دو ماہ کے اندر اندر ایسا ہی ہوا ان صاحب نے قرضہ اتارنا شروع کیا تو ایک روز ان کی رقم بھی واپس مل گئی۔

اب ذرا سوچیئے کیا ہم اپنی پریشانیوں کا علاج خود نہیں کر سکتے۔؟ یقیناً کر سکتے ہیں لیکن اس طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا۔ آپ اگر مشکل میں ہوں تو خود سوچیئے کہ آپ کی وجہ سے تو کوئی مشکل میں مبتلا نہیں ہوا؟ اگر ایسا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے اپنی مشکل کا حل تلاش کرلیا۔ فوراً آپ اپنے اس عمل کی تلافی کیجئے جس کے ردعمل نے آپ کو پریشانی میں مبتلا کیا ہے۔ بس مسئلہ حل ہوگیا۔ خدا نہ کرے آپ کے پیٹ میں اگر کبھی درد اٹھا ہو اور آپ فوراً ڈاکٹر کے پاس پہنچے ہوں تو یاد کریں کہ اس نے آپ سے پہلا سوال کیا کیا تھا؟

ڈاکٹر نے یقیناً پوچھا ہوگا کہ آپ نے کیا کھایا تھا؟ گویا ڈاکٹر بھی آپ سے وہ عمل معلوم کرنا چاہتا ہے جس کا ردعمل پیٹ کے شدید درد کی صورت میں سامنے آیا۔ امید ہے کہ میری بات ہر پڑھنے والا سمجھ چکا ہوگا۔

اگر اس تحریر کو ایک بار پھر پڑھ لو تو بہت کچھ ذہن نشین ہوجائے گا۔

ان شآء اللہ۔

سرکار دو عالم ﷺ کے نزدیک انسانی جان کی قدر و قیمت کیا تھی؟

شہنشاہ کائنات، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نزدیک انسانی جان کی کیا قدر و قیمت تھی؟

آسمان یہ منظر بھی دیکھ رہا تھا۔ طائف شہر میں اللہ کا محبوب اور پیارا نبی ﷺ گمراہ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر چلنے اور دین حق اختیار کرنے کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ مگر طائف کے گستاخ اور بدقسمت لوگ نہ صرف یہ کہ اللہ کے پیارے نبی کی بات سننے کے لیے تیار نہیں بلکہ انہوں نے پتھروں کی برسات کر کے اس عظیم ہستی کو لہولہان کر دیا جس کے لئے پوری کائنات وجود میں آئی۔ سردار دو عالم ﷺ زخموں کی وجہ سے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اللہ کے محبوب نبی ﷺ کا یہ حال دیکھ کر عرش کانپ اٹھا۔ آسمان سمجھا کہ شاید اب مجھے ان گستاخ لوگوں پر ٹوٹ گرنے کا حکم ملے گا۔ زمین سمجھی کہ شاید مجھے یہ حکم ملے گا کہ میں پھٹ جاؤں اور ان تمام نافرمانوں کو اپنے اندر لے لوں۔ زخموں سے نڈھال شہنشاہ کائنات ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تڑپ کر حاضر ہوتے ہیں اور خالق کائنات کی طرف سے اس بات کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ آپ اجازت دیں تو یہ ملک الجبال (فرشتہ کا نام) طائف شہر کے دونوں طرف کے پہاڑوں کو آپس میں ملا کر نافرمان لوگوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دے۔ طائف شہر سردار دو عالم کے رحم و کرم پر ہے۔ خدا کی قدرت صرف اپنے محبوب ﷺ کے اشارے کی منتظر ہے۔ بظاہر طائف شہر کو نیست و نابود کر دینا ہی مناسب نظر آتا ہے۔ جہاں کے باشندوں نے اس عظیم ہستی کی شان میں توہین کی لیکن سید الانبیاء ﷺ نے وہ کام نہیں کیا جو مناسب ترین تھا! اگر آپ چاہتے تو آپ کے اشارے پر طائف شہر کا نام صفحہ ہستی سے مٹ سکتا تھا۔ لیکن توہین کے باوجود ان کے لیے معافی اور درگزر کا حکم فرمایا اور یہ ثابت کر دکھایا۔ آپ انسانوں کو ہلاک اور برباد کرنے کے لیے نہیں بلکہ انہیں آباد کرنے کے لیے دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

آج ہم اسی رحمت والے نبی ﷺ کے امتی ہونے کے دعوے دار ہیں۔ لیکن ہمارے ہاتھ اپنے ہی بے گناہ بھائیوں کے خون سے رنگین ہیں۔

الاشرف نیوز

سید صابر اشرف جیلانی

گذشتہ دوماہ کی خبریں ملاحظہ فرمایئے

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کا دورۂ پنجاب:

پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کے سب سے بڑے مرکز درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی کراچی کے سجادہ نشین حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی ۲۵ جنوری بروز پیر بذریعہ شاہین ایئر لائن کراچی سے اسلام آباد روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ برادر اصغر صاحبزادہ سید مصطفٰے اشرف جیلانی تھے اسلام آباد ائیر پورٹ پر جناب شاکر صاحب اور دیگر حضرات نے آپ کا استقبال کیا آپ کا قیام چکلالہ اسکیم III میں جناب شاکر اشرفی صاحب کے ہاں تھا مریدین کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو ملاقات کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا پنڈی اور اسلام آباد سے لوگ ملاقات کے لئے آئے رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا آپ نے لوگوں کے مسائل سنے تعویز وغیرہ دیئے اور وظائف پڑھنے کے لئے بتائے دوسرے روز ناشتے کے بعد آپ جناب ذاکر حسین اشرفی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی مختصر محفل ہوئی جس میں آپ نے مریدین ومعتقدین کے سوالات کے جوابات دیئے کچھ سوالات عقائد سے متعلق تھے آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے تسلی بخش جوابات دیئے حضرت فخر المشائخ نے مریدین کو ہدایت کی کہ وہ مخالفین یعنی بد عقیدہ لوگوں کی کتابیں نہ پڑھیں کیونکہ ان کو پڑھنے سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ علماء اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۷ جنوری بروز بدھ آپ جناب مقصود احمد اشرفی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے یہاں بعد نماز مغرب ختم خواجگان ہوا مختصر نعت خوانی پھر فاتحہ ہوئی اور آخر میں لنگر شریف ہوا اس محفل میں مریدین ومعتقدین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

۲۸ جنوری بروز جمعرات جناب کامران اشرفی صاحب کے ہاں لال کرتی تشریف لے گئے اور ظہرانے میں شرکت کی یہاں پنڈی کے مقامی علماء سے ملاقات ہوئی۔ لالکرتی میں حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے مریدین کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ حضرت ہر سال وہاں تشریف لے جاتے تھے آپ کے وصال کے بعد اب آپ کے فرزند و جانشین فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی ہر سال دورہ فرماتے ہیں۔ کامران اشرفی صاحب کے ہاں بہت سے افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے جمعرات کو آپ نے جناب قاضی نعیم اشرفی صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

۲۹ جنوری بروز جمعہ جناب جاوید الرحمٰن اشرفی صاحب کے ہاں

اڈیالہ روڈ پر مریدین ومعتقدین سے ملاقات کی۔ سید محسن اشرف ملاقات کے لئے آئے۔ بھیرہ شریف سے جناب خرم شہزاد صاحب ملاقات کے لئے آئے انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت پیر کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ پر مقالہ لکھ رہے ہیں انہوں نے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی سے درخواست کی کہ وہ حضرت پیر صاحب کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند فرمائیں اور ساتھ آپ کو بھیرہ شریف آنے کی دعوت دی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا اور پروگرام یہ طے ہوا کہ اسلام آباد سے لاہور جاتے ہوئے راستے میں بھیرہ شریف جائیں گے۔

۳۰ جنوری بروز ہفتہ جناب کمال غنی صاحب کے ہاں ظہرانے میں شرکت کی کمال غنی صاحب اپنے اہل وعیال کے ہمراہ سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے۔ رات سیٹلائیٹ ٹاؤن میں جناب سعود صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ سعود صاحب کے ہاں بہت سے لوگ آپ سے ملاقات کے لئے آئے۔ ۳۱ جنوری بروز اتوار جناب نوید اسلام صاحب کے ہاں ظہرانے میں شرکت کی نوید صاحب کے والد جناب عبدالسلام صاحب مرحوم حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے پرانے مرید اور عقیدت مند تھے اب ان کے صاحبزادگان جناب نوید اسلام اور جناب عاطف اسلام صاحب بھی اسی عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کرتے ہیں جناب ظفر فریدی صاحب اپنے اہل خانہ کے ہمراہ ملاقات کے لئے آئے ان سے کافی دیر گفتگو رہی ان کے علاوہ بہت سے حضرات نے آپ سے ملاقات کی بعد نماز مغرب آپ جناب شاکر اشرفی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے کیونکہ انہوں نے کافی حضرات کو مدعو کیا تھا بعد نماز عشاء ذکر حلقہ ہوا جس میں پنڈی اور اسلام آباد کے مریدین نے شرکت کی پہلے ذکر حلقہ ہوا پھر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ذکر کی فضیلت کے موضوع پر خطاب کیا آپ نے فرمایا قلبی سکون صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے کوئی سکون حاصل کرنے کے لئے سیر وتفریح کر رہا ہے کوئی سکون حاصل کرنے کے لئے ڈرامے اور فلمیں دیکھ رہا ہے کوئی کسی کھیل میں مشغول ہے لیکن یاد رکھیئے یہ تمام چیزیں وقتی طور پر تو آپ کو سکون دے سکتی ہیں لیکن حقیقی اور دائمی سکون صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے آپ نے آدھے گھنٹے خطاب فرمایا اور مریدین کو نماز کی پابندی کی تاکید فرمائی۔ آخر میں فاتحہ ہوئی پھر لنگر شریف ہوا اس محفل میں بھی مریدین ومعتقدین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

۲ فروری بروز منگل صبح ناشتے کے بعد آپ بذریعہ کار اسلام آباد سے لاہور روانہ ہوئے جناب شاکر صاحب نے آپ کو رخصت کیا۔

بھیرہ شریف آمد:

دوپہر ۱ بجے آپ بھیرہ شریف پہنچے جناب خرم شہزاد صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ وطلباء نے دارالعلوم کے دروازے پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال کیا پہلے آپ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی بعدازاں آپ کو دارالعلوم محمدیہ کا معائنہ کروایا گیا۔ عظیم الشان لائبریری، کانفرنس ہال، کلاسیں، دارالحدیث، ہاسٹل، اساتذہ کے مکانات، مسجد اور دیگر چیزوں کو دیکھنے کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا یہ دارالعلوم

ایک عظیم الشان یونیورسٹی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے تا قیامت قائم رکھے اور حضرت ضیاء الامت کے علمی فیضان کو ہمیشہ جاری وساری رکھے (آمین) آپ نے اساتذہ کے ہمراہ چائے پی اور پھر یہاں سے لاہور روانہ ہوگئے جناب خرم شہزاد صاحب اور دیگر اساتذہ وطلباء نے آپ کو دارالعلوم کے باہر آ کر رخصت کیا۔

لاہور آمد: بھیرہ شریف سے روانہ ہوکر آپ لاہور پہنچے جناب اکبر خان اشرفی صاحب کے ہاں شاہدرہ میں قیام فرمایا جناب اکبر خان اشرفی صاحب کے صاحبزادے جناب تیمور اشرفی نے آپ کا استقبال کیا شاہدرہ میں کافی لوگوں نے حضرت سے ملاقات کی اور بہت سے حضرات سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے۔آپ نے مریدین کو نماز کی تاکید کی اور وظائف پڑھنے کے لئے بتائے۔

۴ جنوری بروز جمعرات آپ جناب حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی صاحب کہ ہاں ڈیفنس تشریف لائے۔لاہور کے مریدین کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو لوگوں کی آمد شروع ہوگئی۔گلبرگ، ٹاؤن شپ، سمن آباد اور دیگر علاقوں سے لوگ ملاقات کے لئے آئے۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے فرزند ثانی صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے بذریعہ شاہین ایئر لائن لاہور پہنچے ان کے ہمراہ جناب زاہد قریشی اشرفی اور عبدالمجید اشرفی بھی تھے۔بعد نماز عصر جناب حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی صاحب کے ہاں ختم خواجگان ہوا ختم کے بعد صاحبزادہ سید مصطفےٰ اشرف جیلانی زید مجدہ نے نعت پیش کی اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا آپ نے نسبت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ نسبت ایک ایسی چیز ہے کہ جو ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہے اگر ادنیٰ کو اعلیٰ سے نسبت ہو جائے تو وہ ادنیٰ بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ان بزرگان دین کے دامن سے وابستہ ہیں اس لئے کہ ان کی نسبت دنیا بھی کام آتی ہے قبر میں بھی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں بھی کام آئے گی۔بعدازاں ختم شریف پڑھا گیا فاتحہ ہوئی حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دعا فرمائی پھر لنگر شریف ہوا۔اس محفل میں لاہور، فیصل آباد، سیالکوٹ، ملتان اور کراچی سے آئے ہوئے مریدین نے شرکت کی یہ تمام مریدین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ہر سال یہ مریدین عرس میں شرکت کے لئے آتے ہیں اور عرس شریف کے جس اجلاس میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی صدارت ہوتی اس میں خاص طور پر شرکت کرتے ہیں۔

۵ فروری بروز جمعہ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی سلسلہ اشرفیہ کے مخصوص لباس تاج اشرفیہ اور جبّہ میں ملبوس حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے عرس مبارک کے اجلاس اوّل میں شرکت کے لئے پہنچے۔تو اسٹیج پر موجود علماء ومشائخ نے نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں آپ کا استقبال کیا اس اجلاس میں جن علمائے اہلسنت نے خطاب فرمایا۔ان میں حضرت علامہ پیر سید محفوظ الحق شاہ صاحب (بورے والا) علامہ عبدالوحید ربانی، مفتی محمد عارف سعیدی صاحب (سکھر)، مولانا اللہ بخش نیر، مولانا فیض پوری' مولانا غلام محمد سیالوی، مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔اجلاس دوپہر ایک بجے

ایک عظیم الشان یونیورسٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تا قیامت قائم رکھے اور حضرت ضیاء الامت کے علمی فیضان کو ہمیشہ جاری وساری رکھے (آمین) آپ نے اساتذہ کے ہمراہ چائے پی اور پھر یہاں سے لاہور روانہ ہوگئے جناب خرم شہزاد صاحب اور دیگر اساتذہ وطلباء نے آپ کو دار العلوم کے باہر آ کر رخصت کیا۔

لاہور آمد: بھیرہ شریف سے روانہ ہوکر آپ لاہور پہنچے جناب اکبر خان اشرفی صاحب کے ہاں شاہدرہ میں قیام فرمایا جناب اکبر خان اشرفی صاحب کے صاحبزادے جناب تیمور اشرفی نے آپ کا استقبال کیا شاہدرہ میں کافی لوگوں نے حضرت سے ملاقات کی اور بہت سے حضرات سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے مریدین کو نماز کی تاکید کی اور وظائف پڑھنے کے لئے بتائے۔

۴ جنوری بروز جمعرات آپ جناب حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی صاحب کہ ہاں ڈیفنس تشریف لائے۔ لاہور کے مریدین کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو لوگوں کی آمد شروع ہوگئی۔ گلبرگ، ٹاؤن شپ، سمن آباد اور دیگر علاقوں سے لوگ ملاقات کے لئے آئے۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے فرزند ثانی صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے بذریعہ شاہین ایئر لائن لاہور پہنچے ان کے ہمراہ جناب زاہد قریشی اشرفی اور عبد المجید اشرفی بھی تھے۔ بعد نماز عصر جناب حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی صاحب کے ہاں ختم خواجگان ہوا ختم کے بعد صاحبزادہ سید مصطفےٰ اشرف جیلانی زید مجدہ نے نعت پیش کی اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا آپ نے نسبت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ نسبت ایک ایسی چیز ہے کہ جو ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہے اگر ادنیٰ کو اعلیٰ سے نسبت ہو جائے تو وہ ادنیٰ بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ان بزرگان دین کے دامن سے وابستہ ہیں اس لئے کہ ان کی نسبت دنیا بھی کام آتی ہے قبر میں بھی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں بھی کام آئے گی۔ بعد ازاں ختم شریف پڑھا گیا فاتحہ ہوئی حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دعا فرمائی پھر لنگر شریف ہوا۔ اس محفل میں لاہور، فیصل آباد، سیالکوٹ، ملتان اور کراچی سے آئے ہوئے مریدین نے شرکت کی یہ تمام مریدین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ ہر سال یہ مریدین عرس میں شرکت کے لئے آتے ہیں اور عرس شریف کے جس اجلاس میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی صدارت ہوتی اس میں خاص طور پر شرکت کرتے ہیں۔

۵ فروری بروز جمعہ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی سلسلہ اشرفیہ کے مخصوص لباس تاج اشرفیہ اور جبہ میں ملبوس حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے عرس مبارک کے اجلاس اوّل میں شرکت کے لئے پہنچے۔ تو اسٹیج پر موجود علماء ومشائخ نے نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں آپ کا استقبال کیا اس اجلاس میں جن علمائے اہلسنت نے خطاب فرمایا۔ ان میں حضرت علامہ پیر سید محفوظ الحق شاہ صاحب (بورے والا) علامہ عبد الوحید ربانی، مفتی محمد عارف سعیدی صاحب (سکھر)، مولانا اللہ بخش نیر، مولانا فیض پوری' مولانا غلام محمد سیالوی، مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اجلاس دوپہر ایک بجے

فرمائی۔ آپ نے حدیث قدسی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اسکی زبان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ بولتا ہے وہ بندہ خدا کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے آپ کے خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا دعا ہوئی اور لنگر شریف کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ رات آپ نے ساہیوال میں ہی قیام فرمایا۔ نماز فجر کے بعد آپ پاک پتن شریف روانہ ہوئے اور وہاں سلسلہ چشتیہ کی عظیم شخصیت حضرت بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی اس کے بعد آپ نے حضرت میاں علی محمد خان صاحب (بسّی شریف والے) کے مزار مبارک پر بھی فاتحہ خوانی کی اور لاہور روانہ ہوگئے۔ ظہر کے بعد لاہور پہنچے۔ کھانا کھایا پھر عصر تک آرام کیا عصر اور مغرب کے بعد قیامگاہ ڈیفنس میں ہی لوگوں سے ملاقات کی بعد نماز عشاء جناب رشید الحسن اشرفی صاحب کے ہاں عشایئے میں شرکت کی۔

۱۱ فروری بروز جمعرات بذریعہ کار لاہور سے فیصل آباد روانہ ہوئے حضرت اشرف المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص جناب اللہ رکھا اشرفی صاحب آپ کو لینے کے لئے لاہور آئے۔ ۱۰ بجے آپ لاہور سے روانہ ہوئے اور ایک بجے مرکز اشرفیہ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد پہنچے۔ مرکز اشرفیہ فیصل آباد میں خلیفہ جناب ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی صاحب، ڈاکٹر ارشد اشرفی صاحب، عبدالعزیز اشرفی، عاطف اشرفی، کاشف اشرفی، شبیر بٹ اشرفی اور دیگر مریدین نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے مرکز اشرفیہ میں جامع مسجد اشرف المشائخ کی تعمیرات کا جائزہ لیا۔ مسجد کی محراب میں شیشے کا کام مکمل ہو چکا ہے اور فرش، دیواروں پر ٹائل لگ گئے ہیں۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے کام کی تعریف کی اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔ یہاں سے آپ اللہ رکھا اشرفی کے ہاں تشریف لے گئے اور ظہرانے میں شرکت کی۔ رات آپ کا قیام ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی صاحب کے ہاں تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ہاں محفل کا انعقاد کیا تھا۔ بعد نماز عشاء محفل ذکر منعقد ہوئی جس میں کافی تعداد میں مریدین نے شرکت کی۔

۱۲ فروری بروز جمعہ آپ نماز جمعہ سے قبل ہی مرکز اشرفیہ تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں سے ملاقات کی نماز جمعہ آپ نے جامع مسجد اشرف المشائخ میں پڑھائی۔ ابجے آپ کا خطاب شروع ہوا اور ڈیڑھ بجے اختتام پذیر ہوا فیصل آباد کے تمام مریدین نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں ہی ذکر کی محفل ہوئی۔ بعد نماز عصر اور مغرب مرکز میں ہی لوگوں سے ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء بانی سلسلہ اشرفیہ تارک السلطنت محبوب یزدانی، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ اور اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرفی الاشرفی الجیلانی قدس سرہم کی فاتحہ ہوئی اور جلسہ منعقد ہوا حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ایک گھنٹے ''صحبت اولیاء اور نسبت اولیاء'' پر خطاب فرمایا آپ نے مریدین پر زور دیا کہ وہ باعمل رہیں اور بزرگان دین سے روحانی تعلق قائم رکھیں۔ جلسہ رات بارہ بجے اختتام پذیر ہوا صلوٰۃ وسلام کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ قاری عتیق الرحمٰن صاحب نے ختم شریف پڑھا پھر حضرت فخر

المشائخ مدظلہ نے دعا فرمائی آخر میں لنگر شریف ہوا۔ رات کو آپ جناب اقبال اشرفی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمایا۔

۱۳ فروری بروز ہفتہ آپ نے جناب خواجہ محمد امین صاحب کے ہاں ظہرانے میں شرکت کی یہاں علماء سے ملاقات ہوئی بعد نماز مغرب جناب شاہد قمر اشرفی صاحب کی والدہ کی برسی میں شرکت کی یہاں فیصل آباد کے علماء بھی تشریف لائے۔ ان میں مولانا قاری محمد صدیق صاحب مدظلہ العالیٰ مولانا قاری مسعود حسان صاحب مدظلہ العالی، مولانا عطاء المصطفیٰ نوری مدظلہ العالی، مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی اور دیگر علماء شامل تھے۔ محفل نعت ہوئی پھر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے مختصر خطاب فرمایا اور آخر میں صلوٰۃ وسلام دعا اور لنگر شریف ہوا۔

۱۴ فروری بروز اتوار جامع مسجد تاجدار مدینہ کے خطیب جناب مولانا فضل قدیر صاحب مدظلہ العالی کی خواہش پر آپ نے مسجد ھٰذا میں نماز فجر کی امامت فرمائی اور نماز کے بعد درس قرآن دیا کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ کے درس میں شرکت کی۔

اسی دن ڈاکٹر ارشد اشرفی صاحب کے ہاں ظہرانے میں شرکت کی۔ بعد نماز عصر آپ فیصل آباد سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقعہ گاؤں ''جہانگیر والا'' تشریف لے گئے وہاں مغرب تا عشاء جلسہ میلاد النبی ﷺ سے خطاب فرمایا اس جلسے کا اہتمام حضرت اشرف المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص جناب بابا خوشی محمد اشرفی صاحب اور ان کے صاحبزادگان نے کیا تھا۔ یہاں سے بعد نماز عشاء آپ کی واپسی ہوئی۔

۱۵ فروری بروز پیر دوپہر ا بجے بذریعہ PIA آپ فیصل آباد سے کراچی تشریف لائے اس طرح آپ کا دورہ کامیابی کے ساتھ مکمل ہوا کراچی ایئرپورٹ پر مریدین نے آپ کا استقبال کیا۔

بزم برکات مصطفیٰ کے زیراہتمام محفل میلاد:

بزم برکات مصطفیٰ لطیف آباد نمبر ۸ کے زیر اہتمام ۱۸ اٹھارواں ماہانہ درس حدیث بسلسلہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد مین روڈ اللہ والی مسجد لطیف آباد نمبر ۸ پر کیا گیا جلسہ سے درگاہ عالیہ اشرفیہ کراچی سجادہ نشین علامہ ڈاکٹر ابوالمکرّم سید محمد اشرف جیلانی نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو مسلمان عشق ومحبت کے عالم میں ہر سال میلاد مصطفیٰ مناتا ہے وہ نبی کا محبوب بن جاتا ہے جلسہ سے شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات مفتی اعظم اہلسنت مفتی احمد میاں برکاتی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ہم اپنے آقا ﷺ کا جشن ولادت رسماً نہیں بلکہ جذبہ ایمانی سے سرشار ہوکر مذہبی عقیدت سے مناتے ہیں۔ جلسہ میں بزم برکات کی جانب سے مفتی احمد میاں برکاتی، ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی، مفتی عظمت علی شاہ، سپر اسٹار کے سلیم میمن، محمود الحسن و دیگر کو اعزازی ایوارڈ پیش کیا گیا اس موقع پر علماء کرام اور عوام اہلسنت کی بڑی تعداد موجود تھی۔

انٹرنیشنل محافل حسن قرأت کا انعقاد:

اس پُرفتن وپُرآشوب دور میں رب کائنات نے سنّی جماعت القراء پاکستان کو عظیم اعزاز سے نوازا کہ اس نے ملک بھر میں محافل حسن قرأت کا اہتمام کیا۔ اس سلسلہ میں ۲۳ فروری ۲۰۱۰ء صوبہ پنجاب

میں اور ۷؍مارچ تا ۱۲؍مارچ صوبہ سندھ کے عظیم الشان محافل حسن قرأت منعقد ہوئیں۔سنّی جماعت القراء پاکستان کی مرکزی اوراہم محفل الحمدللہ بڑے تزک احتشام کے ساتھ مورخہ ۱۱؍مارچ بروز جمعرات بعد نماز عشاء بمقام خواجہ ناظم الدین ہال پیر کالونی میں منعقد ہوئی۔جن قراء حضرات نے محفل میں حاضرین کے دلوں کو گرمایا ان میں امام القراء فضیلۃ الشیخ سید متولی عبدالعال (مصر) فضیلۃ الشیخ قاری سید المہدی، استاذ القراء قاری حسن محمد استاذ جامعۃ الازہر (مصر)، فخر القراء فضیلۃ الشیخ قاری رضوان محمد رضوان (مصر) فضیلت القراء قادری سید صداقت علی (لاہور)، قاری محمد طاہر شجاع آبادی، قاری محمد مبین احمد قریشی، قاری سید عبدالباسط سعیدی، قاری محمد بلال سیالوی شامل ہیں۔

قاری عبدالقیوم محمود امیر سنّی جماعت القراء پاکستان نے خطبہ استقبالیہ دیا جبکہ فرائض نظامت قاری مختار الحسن حسنی نے سرانجام دیئے۔اس محفل حسن قرأت کی صدارت خانوادہ اشرفیہ کے چشم و چراغ فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ (اشرف آباد فردوس کالونی) نے کی۔

قاری عنایت اللہ سیالوی، قاری محمد ممتاز خان سیالوی، اور قاری اللہ یار چشتی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اظہار تعزیت: حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے چھوٹے بھائی حضرت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی کی اہلیہ محترمہ ۲۴ فروری بروز بدھ انتقال فرماگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون انہیں کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

جامعہ اسلامیہ لاہور اور کاروانِ اسلام کے سربراہ حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری زید مجدہ کے والد بزرگوار محترم چوہدری فیروز دین ۲؍مارچ ۲۰۱۰ء کو ۱۰۶ برس کی عمر میں رضائے الٰہی سے رحلت فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کو ''بیریا کلاں''، ضلع شکر گڑھ میں سپرد خاک کردیا گیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اہل خانہ صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM